بیادگار: ہندوستان کی آن کرناٹک کی شان حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ

دینی، علمی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی

ماہنامہ السلطان

برقی مجلہ

ربیع الاول
سنہ ۱۴۴۵ھ

زیر سرپرستی

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا مفتی ثمین اشرف صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز: حکیم اختر صاحبؒ حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی
حضرت علامہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی امام و خطیب مصلی الحبتور دبئی

زیر نگرانی

نامور عالم و فاضل، ادیب و محقق
حضرت مولانا ڈاکٹر تمیم احمد صاحب قاسمی صاحب

چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو۔ ممبر آل انڈیا ملی کونسل چنئی ناظم انجمن قاسمیہ چنئی تمل ناڈو

مدیر

محمد مدثر الصالحی

نائب مدیر

مولانا عبدالرزاق صدیقی، قاسمی

دینی، علمی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی

ماہنامہ السلطان

برقی مجلہ

ربیع الاول ۱۴۴۵ھ سنہ

زیرِ سرپرستی

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا مفتی ثمین اشرف صاحب قاسمی مدظلہ العالی
خلیفہ مجاز: حکیم اختر صاحبؒ حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی
حضرت علامہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی امام وخطیب مصلی الحبتور دبئی

زیرِ نگرانی

نامور عالم و فاضل، ادیب و محقق
حضرت مولانا ڈاکٹر تمیم احمد صاحب قاسمی صاحب
چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو۔ ممبر آل انڈیا ملی کونسل چنئی ناظم انجمن قاسمیہ چنئی تمل ناڈو

مُدیر

محمد مدثر الصالحی

نائب مُدیر

مولانا عبد الرزاق صاحب صدیقی، قاسمی

معاونین

اشہد احمد	میسور
محمد صابر	تلنگانہ
سید ایاز	مہاراشٹرا
ابوبکر صدیق	میوات
عبد المقتدر	کرناٹک

فہرست عناوین

تقریظ جلیل	حضرت اقدس مفتی ثمین اشرف صاحب	۲
مدارس کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری	مدیر	۴
درس قرآن	مفتی عبداللہ مدبر صاحب قاسمی	۶
مسائل شرعیہ	مفتیان دارالافتاء نظام آباد تلنگانہ	۸
اپنی سوچ بدلئے	مفتی ناصر الدین مظاہری	۱۱
نجات المومنین	حضرت مولانا سید محمد علی قدس سرہٗ	۱۴
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہماری ذمہ داریاں	حافظ محمد ابراہیم نقشبندی مدظلہ	۱۸
مسلمانوں کے دنیوی مصائب کے دینی اسباب	حضرت مولانا مناظر حسن گیلانیؒ	۲۰
طلبہ کے لئے انمول تحفہ	مفتی منصور صاحب مفتاحی	۲۳
عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل کے میزان پر	محمد صابر حسین تلنگانہ	۲۸
قومی عصبیت کے ساتھ وحدت اسلامی کا وجود ناممکن	مفتی ندیم علی صاحب قاسمی	۳۳
علم وعمل کے پیکر حضرت خطیب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ	ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی	۳۸
حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے تجدیدی کارنامے	محمد مدثر	۴۲
حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم	ازمولوی محمد ابوبکر صدیق میوات	۵۲
آہ میراث سلف کا پاسباں جاتا رہا	محمد مدثر	۵۷
معصوم سی کلیوں کو آپس میں لڑاتے ہیں	مفتی حسن گودھروی	۵۹

تقریظ جلیل

پیر طریقت رہبر شریعت عارف باللہ حضرت اقدس **مفتی ثمین اشرف** صاحب قاسمی حفظہ اللہ خلیفہ حکیم اختر صاحب حفظہ اللہ
وامام وخطیب مصلی الحبتور دبئی

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم الانبياء وسيد المرسلين سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين۔

الحمدللہ اللہ رب العزت نے ہمیں کائنات عالم کی سب سے عظیم اور قیمتی نعمت ایمان واسلام عطا فرمایا اور نور علی نور نعمت ایمان اور نعمت اسلام کے اصول وضوابط اور عملی لائحہ عمل کے لئے قرآن جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی اور ان دونوں سے بڑھ کر اللہ رب العزت نے نبی الانبیاء امام الانبیاء خاتم الانبیاء محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا نمونہ عطا فرمایا اور قرآن میں خود ہی شہادت دی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ قیامت تک باطل قوتیں دجالی طاقتیں شیطانی اور شہوانی تانے بانے اپنا دجل وفریب کا کام کرتے رہیں گے لیکن یھدی اللہ لنورہ من یشاء کے تحت نورھدایت اہل ایمان کو ملتا رہے گا اور اسی نورھدایت کی روشنی میں اہل حق منزل کی طرف صراط مستقیم پر استقامت کے ساتھ چل کر اللہ کی رضا حاصل کرتے رہیں گے اس وقت یہ جو دور چل رہا ہے یہ ہر طرف سے فتنے گمراہی کا دور ہے ساتھ ہی اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ علمی دور بھی ہے اہل حق کی ذمہ داری ہے کہ نورھدایت کی اشاعت کے لئے اور نورھدایت کی حفاظت کے لئے عملی قدم اٹھائیں اس کی مختلف شکلیں ہیں ہر شخص نورھدایت پر عمل کریں اور نورھدایت کی تبلیغ اور تعلیم لوگوں میں پھیلاتا رہے اشاعت کا ایک طریقہ عملی بھی ہے اور اشاعت کا ایک طریقہ تحریر اور تقریر بھی ہے تمام صورتوں میں اخلاص شرط اول ہے۔ ہمارے مولانا مدثر صاحب کو اللہ تعالی جزائے خیر دے کہ انہوں نے برقی رسالہ السلطان کے نام سے جاری کیا اور ان کی کوشش ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں تک نورھدایت کی اشاعت عام اور تام ہو ماشاء اللہ رسالہ میں مفید مضامین کے ساتھ حق کی دعوت بھی دی جارہی ہے اور رسالہ پڑھنے کے بعد شعوری طور پر ایک صاحب ایمان کو ایمانی جلا روشنی۔ شعور کی آگاہی اور نورھدایت کی راہ چلنا آسان ہورہا ہے میری دلی دعا ہے کہ

اللہ تعالی مولانا مدثر صاحب کی اس کاوش کو بارگاہ حق میں شرف قبولیت بھی عطا فرمائے اور اس کے نفع کو خوب سے خوب زیادہ سے زیادہ عام وتام بھی فرمادے اللہ رب العالمین اپنے دین کی حفاظت کے لئے انتخاب کرتا ہے رجال کا اور میری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالی ان رجال خیر میں ہمارا اور مولانا مدثر کا اور جملہ معاونین کا جو اس برقی رسالہ میں معین ومددگار ہو خواہ وہ تحریر کے ذریعے یا مشورے کے ذریعے اس کی مدد کر رہے ہیں اللہ ہم سب کو راہ حق کی طرف استقامات عطا فرمائے آمین یا ارحم الراحمین۔

مدارس کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری

از: مدیر

یہ مدرسہ ہے تیرا میکدہ نہیں ساقی!
یہاں کی خاک سے انسان بنائے جاتے ہیں!

اللہ تعالی کی ہم پر بے شمار نعمتیں ہیں اگر ہم اس کو شمار بھی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالی خود فرماتے ہیں وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار بھی کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے یہ اونچے اونچے پہاڑ یہ بہتے دریا، یہ ہرے بھرے جنگلات یہ آسمان یہ زمین۔ لیکن ان تمام نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ایمان کی نعمت ہے جس کا مقابلہ کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ پھر اس نعمت کے بعد دوسری بڑی نعمت علم کی نعمت ہے۔ علم ایک بڑی نعمت و دولت ہے۔ علم والے کی ہر جگہ عزت و رفعت ہے۔ ہر جگہ اہل علم کی شہنشاہی ہے۔ اللہ تعالی کے یہاں بھی علم کی بڑی عظمت ہے۔ اس علم کی وجہ سے اللہ تعالی نے حضرت آدم کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا۔ الغرض علم دین ایک بہت ہی بڑی دولت ہے۔ اور علم والوں کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ اب یہ علم دین کا چشمہ کہاں پھوٹتا ہے۔ انہیں مدارس اسلامیہ سے جو دینی قلعے ہیں یہاں پر ایسے رجال تیار ہوتے ہیں جو امت کی رہبری کرتے ہیں امت کو راہ راست پر لانے کی جدو جہد کرتے ہیں، کفر و شرک کی وادیوں میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرتے ہیں، جو ملک و ملت کے دردمند ہوتے ہیں، بوریوں پر بیٹھ کر قال اللہ و قال رسول کے نغمے گنگناتے ہیں، انسان کو انسان بناتے ہیں، گویا انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک یہی وہ اہل مدارس ہیں جو امت کی راہنمائی و رہبری کرتے ہیں۔۔۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت اس کے کان میں اذان دینے والے بھی یہی ہیں جب تم زندگی کے سفر میں کسی ہم سفر کی تلاش میں ہو تو نکاح پڑھ کر حلال کرنے والے بھی یہی ہیں، جب تم دنیا سے رخصت ہو تو نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دار بقا کی طرف بھیجنے والے بھی یہی ہیں، یہاں پر دین کے رہبر، قائد، مجاہد، علماء، صلحاء، اتقیاء، اصفیاء، اولیاء، آئمہ، مقررین، متکلمین مبلغین، مدرسین، معلمین، متعلمین، پیدا ہوتے ہیں۔ اگر تاریخ کا بغور مطالعہ کرے تو ملک کی جنگ آزادی میں از اول تا آخر ہر انتھک کوشش کرنے

والے، جانوں کو ہتھیلیوں میں رکھ کر سر بکف میدان میں کودنے والے بھی اکثر یہی نظر آئیں گے۔ غدار انگریزوں کے خلاف سب سے اول جہاد کا فتوی دینے والے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دھلوی بھی یہی کے فارغ ہیں، پھر اس تحریک کو پروان چڑھانے والے سید احمد شہید اور سید اسماعیل شہید اور ان کے متوسلین بھی انہیں مدارس اسلامیہ میں پرورش پائی ہے، پھر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی اس کے علاوہ دیگر مجاہدین آزادی بھی انہیں چمن علمیہ سے فارغ ہوئے ہیں۔ ہم زندگی کے جس گوشے پر بھی نظر دوڑائیں ہم کو اس چمنستانِ علم وعمل کے شہ سواروں کے کوئی نہ کوئی کارنامہ دکھائی دیں گے۔ مگر افسوس صد افسوس آج یہ اہل مدارس جو بھی کرے ان پر طعنوں کی برسات ہوتی ہے، مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اہل مدارس گوشہ نشین ہو کر اللہ اللہ کرے تو لوگ کہتے ہیں ان کو دنیا کا کیا پتہ سوائے اللہ اللہ کرنے کے کوئی کام نہیں، اگر سیاست میں لگے تو کہتے ہیں ان کو سیاست سے کیا مطلب انہیں تو مدرسہ میں بیٹھ کر قال اللہ وقال رسول کا درس دینا چاہیے، اگر کوئی تجارت کرتا ہے تو کہتے ہیں انہیں اتنے سال مدرسہ پڑھنے کا کیا فائدہ، اگر کوئی مدرسے میں بیٹھ کر پڑھاتا ہے، یا کہیں امامت کے فرائض انجام دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ مدرسہ پڑھائے یا امامت کرائے تو کھائے گا کہاں سے۔ کبھی ان پر چودہ سو سال پرانے ذہن والے ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ تو کبھی ان پر دہشت گردی کا دھبہ لگایا جاتا ہے۔ جو بھی کرے ان پر طعنے ہی طعنے ہیں۔ لیکن قربان جائے ان حضرات علمائے کرام پر کہ ہر طرح کے طعنوں کو برداشت کر کے دینی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے سامنے زندگی ایک سفر ہے، احکام شرع اس کا راستہ ہے۔ اور منزل جنت ہے۔ گویا وہ اس شعر کے مصداق ہیں کہ: ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا الغرض ان مدارس کا مقصد دین اسلام کا تحفظ ہے۔۔ جہاں احکام شریعت کو علمی و عملی طور پر محفوظ کیا جاتا ہے۔۔ اگر یہ محفوظ تو دین اسلام کی بقا ہے۔ اور آنے والے نسلوں کی دین وایمان کی سالمیت ہے ورنہ سب خطرے میں ہیں۔۔ اس لئے سب یہ عزم مصمم کرے کہ ہم کو ہر چیز برداشت ہے لیکن مدارس دینیہ پر کوئی آنچ بھی آئے ہم برداشت نہیں کریں گے۔ اس کا جانی و مالی ہر اعتبار سے تعاون کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

درس قرآن

مفتی عبداللہ مدبر صاحب قاسمی☆

دور حاضر میں داخلی خارجی فتنے دشمن دین ایک عظیم فتنہ ہے جو داخلی خارجی دونوں میں مشترک ہے دونوں کا سد باب لازم ہے خارجی فتنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے داخلی فتنوں کا قلع قمع کرنا ہے اس عظیم کام کے لیے دین میں شریعت میں چاہے وہ خارجی فتنہ ہو یا داخلی مداخلت کرنے کی کوشش کرے اسکے تعاقب کے لیے سر قلم کرنے کے لیے اہل علم و دانش کو سر جوڑ کر استقامت کے ساتھ میدان میں کود پڑنا ہوگا تا کہ احقاق حق و ابطال باطل کا فریضہ مکمل طور پر ادا ہو سکے ورنہ خدا کے یہاں جوابدہ ہونا پڑیگا آیت بالا میں وہن وحزن کی نفی کی گئی ہے تب ہی جا کر مستقبل میں **انتم الاعلون** کا مژدہ سنایا گیا ہے اور **انتم الاعلون** کے لیے **ان کنتم مؤمنین** شرط کے طور پر بیان کیا گیا ہے قاعدہ ہے **اذا فات الشرط فات المشروط** موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے اسباب تباہی میں سے **ان کنتم مؤمنین** والی شرط کا فقدان ہے اگر شرط موجود ہوتی تو معاشرے کی اصلاح ہوجاتی آج اصلاح معاشرے کے کتنے اجلاس اجتماعات کانفرنسیں کتنی ہی تنظیمیں اور کتنی ہی جماعتیں انجمنیں منعقد کی جا رہی ہیں لیکن نتائج و ثمرات کے اعتبار سے صفر ہیں معاشرے میں رسومات خرافات برائیاں جوں کے توں باقی ہیں بلکہ ان میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے آیے دن صالح معاشرے کی تشکیل کے بجائے نئ بیماریاں معاشرے میں جنم لے رہی ہیں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ان پروگراموں کا انعقاد کرنے والے خطباء واعظین منتظمین عمائدین اور شرکت کرنے والے سامعین وسامعات کی نیت درست ہو جب تک نیت درست نہیں ہوگی کام کتنا ہی عمدہ ہو بے سود و بے فائدہ ثابت ہوگا اس ریا کاری کی بناء پر بھی کبھی شرک کے دروازوں میں داخل ہو کر ایمان کو ضائع کرتا ہے حدیث میں ریا کاری کو شرک خفی سے تعبیر کیا گیا ہے آج کے اجلاس اگر دینی ہو نیت درست نہ ہو تو ریا کاری عجب پسندی شہرت طلبی اسٹیٹس تعلیٰ پسندی کے سوا کچھ نہیں اور اگر دنیاوی اجلاس ہو اپنی ناموری تفوق پسندی نفس پرستی کے سوا کچھ نہیں ان اجلاس و پروگراموں کے لیے ملت کا سرمایہ آگ میں جھلسا دیا

☆مہتمم جامعہ عزیزیہ ہنسور، میسور

جارہا ہے اجلاس کے لیے کہیں برقی چوریاں کہیں غنڈہ گردیاں کہیں سود کے پیسے کہیں چوری کے روپے حاصل ہوتے ہیں خوف خداوندی کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں واعظین ومقررین کی صورتحال ایسے اجلاس جو گناہوں سے پر ہیں اسکی شمولیت ان اسباب گناہ کی مکمل تائید ہے دیکھا جاتا ہے کہ تائید کے ساتھ ساتھ تعاون حاصل ہے یہ واعظ وخطیب اپنے فرض منصبی کو فراموش کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت مسلمہ جہنم کے دروازوں میں گھس کر جہنم میں داخل ہوتے جارہے ہیں اور ایسے واعظین وخطباء اپنے انجام کو بھول کر جہنم کا ایندھن بن رہے ہیں حدیث میں کہا گیا ہے **من کتم علما الجمه الله یوم القیامة بلجام من نار**

(الترغیب والترھیب من عبداللہ بن عمرو)

کتمان علم موجب جہنم ہے اور واعظ بے عمل کی بات مؤثر نہیں ہوتی ہے آج اپنے حال سے غافل اور دوسرے کی فکر میں مشغول جیسا ماحول ہے

(لم تقولون مالا تفعلون)

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسھم وانتم تتلون الکتاب

بحرکیف معاشرے میں اصلاح کی آسان شکل شیخ الاسلام مفسر قرآن علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے حق بات ہو حق طریقہ ہو اور حق نیت ہو ان شاء اللہ تمہاری ہر بات مقبول ومنظور ہوگی اس کا مجموعہ کچھ یوں ہے کہ حق بات حق کے طریقے سے حق نیتی کے ساتھ کہ دی جائے تو وہ کبھی نقصان دہ نہیں ہوگی بلکہ صالح معاشرے کی تشکیل ثابت ہوگی اس لیے ہر ایک کے اندر ملت اسلامیہ کا حقیقی درد ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشن ہمارے لیے رہبر ورہنما ہو تو وہن وحزن دور ہو جائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے اور نہ ک۔زوری دکھاؤ اور نہ غم کھاؤ اگر تم کامل مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ جملہ امت مسلمہ کو وہن وحزن سے مامون محفوظ فرما کر **انتم الاعلون** کا تاج ایمان کی حالت میں پہننے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

وآخر دعوانا الحمدللہ رب العالمین

مسائل شرعیہ ☆

مفتی مفتی محبوب خان حسامی
تخریج وتحقیق۔مفتی شیخ سہیل قاسمی

دوران نماز موبائل چوری ہونے پر نماز توڑنا بغیر کسی شرعی عذر کے نماز توڑنا جائز نہیں ہے۔شرعی اعذار میں سے ایک عذر یہ ہے کہ نماز میں مشغول رہنے کی وجہ سے مصلی کا مالی یا جانی نقصان ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں نماز توڑ کر چور کو پکڑنا اور مال کی حفاظت کرنا جائز ہے لیکن موبائل کے مالک کے علاوہ دوسرے لوگ نماز نہ توڑے اگر موبائل کے مالک نے نماز نہیں توڑی تو کسی دوسرے کا نماز توڑ کر چور کو پکڑنا جائز ہے لیکن ایک سے زائد لوگ نماز نہ توڑے۔

دلیل

ولا تلقوا بإيديكم إلى التهلكه الأيه

ترجمہ:اورتم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو

(البقرة:195)

کھانے کے دوران ہڈیاں اور گٹھلیاں علیحدہ برتن میں رکھنا مذہب اسلام میں نظافت (صاف ستھرائی) کی بڑی اہمیت ہے اسلام اپنے ماننے والوں کو صاف ستھرا رہنے کا حکم دیتا ہے حتی کہ ہر ایسی چیز جس سے آلودگی بڑھتی ہوں اس سے بچنے کا حکم دیا ہے۔عموماً جب لوگ دسترخوان بچھا کر کھانا کھاتے ہیں تو ہڈیوں اور گٹھلیوں کو دسترخوان پر ہی رکھ دیتے ہیں جس سے دسترخوان خراب ہو جاتا ہے اور بیٹھنے والوں کو کراہیت محسوس ہوتی ہیں اس لئے شریعت اسلامیہ نے دسترخوان پر ایک علٰحدہ برتن رکھنے کا حکم دیا ہے جس میں ہڈیاں اور گٹھلیاں ڈالی جائے اور دسترخوان خراب ہونے سے بچ جائے

☆مفتیان دارالافتاء نظام آباد تلنگانہ

دلیل

عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ قال نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی أبی قال فقربنا الیه طعاما وطبة فأکل منها ثم أتی بتمر فکان یأکله ویلقی النوی بین اصبعیه ویجمع السبّابة والوسطی

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے ہاں مہمان ہوئے، ہم نے رسول اللہ صلّی اللہ سلم کی خدمت میں کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا حلوہ پیش کیا، آپ نے اس میں سے تناول فرمایا، پھر آپ کے سامنے کھجوریں پیش کی گئیں تو آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور گٹھلیاں اپنی دو انگلیوں کے درمیان ڈالتے جا رہے تھے،
(کھانے کے لیے) اور آپ نے شہادت کی اور درمیانی انگلی اکٹھی کی ہوئی تھیں

(مسلم شریف الرقم 2042)

اذان کے وقت بیت الخلاء جانا اذان ایک نداء الٰہی ہے جس کے ذریعے لوگوں کو نماز کی دعوت دی جاتی ہے۔ لیکن اگر اذان کے وقت کسی کو استنجاء کی ضرورت لاحق ہو جائے تو کیا کرے تو اس سلسلے میں مسئلہ یہ ہے کہ اذان کے وقت استنجاء وغیرہ کے لیے جا سکتے ہیں بالخصوص جب کہ تقاضا شدید ہو، البتہ بہتر یہ ہے کہ اذان کے وقت نہ جائیں اور خاموش ہو کر اذان سنیں اور اس کا جواب دیں۔

دلیل

ولا ینبغی ان یتکلم السامع فی حال الأذان والإقامة، ولا یشتغل بقراءة القرآن، ولا بشیء من الاعمال سوی الإجابة، ولو کان فی القراءة ینبغی ان یقطع ویشتغل بالاستماع والإجابة۔

(بدائع الصنائع، ج 1، ص 155)

گھر میں مکڑی کے جالوں کا ہونا نحوست کی علامت نہیں ہے اسلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو صاف صفائی کا حکم دیا ہے چاہے وہ بدن کی صفائی ہوں یا مکان کی عموما گھروں میں مکڑیاں ہوتی ہے اور وہ کوئی موذی جانور بھی نہیں لیکن بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مکڑی کے جالوں کی وجہ سے گھر میں نحوست، افلاسی اور بے

برکتی آتی ہے ان سب باتوں کا دین سے کوئی تعلق نہیں البتہ جالوں کو وقتاً فوقتاً صاف کرتے رہنا چاہیے تا کہ گھر صاف ستھرا رہے۔ کیوں کہ جانوں کی وجہ سے گھر بدنما دکھائی دیتا ہے

دلیل

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا عدوٰی ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی مرض متعدی نہیں نہ بدشگونی ہے، نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ ہی الو (ابوداؤد الرقم 3911)

گھر کے سامنے والی روڈ کو صاف نہ کرنا یہودیوں کی علامت ہے شریعت اسلامیہ نے اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ نظافت اور صاف ستھرائی کا درس دیا ہے خواہ وہ گھر کے اندر کی صفائی ہوں یا گھر کے باہر والی روڈ کی صفائی ہوں۔ عموما مسلمانوں کے مکان صاف تو ہوتے ہیں لیکن گھر کے سامنے والی روڈ پر صفائی ندارد، جگہ جگہ کچروں کے ڈھیر راستوں اور گلیوں میں کچرا کا پڑا ہوا ہونا یہ بتاتا ہے کہ یہ مسلم محلہ ہے۔ جبکہ گھروں کے سامنے والی روڑ کو صاف نہ کرنا یہ یہودیوں کی عادت ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارے لئے ضروری ہے کہ گھر کے سامنے والی روڈ ہو یا گلی اسے صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کرے

دلیل

عن صالح بن ابی حسان قال۔ سمعت سعید بن المسیب، یقول: ان اللہ طیب یحب الطیب، نظیف یحب النظافۃ، کریم یحب الکرم، جوّاد یحب الجود، أُراہُ قال افنیتکم ولا تشبھوا بالیھود۔

ترجمہ: میں نے سعید بن مسیب کو کہتے ہوئے سنا: اللہ طیب (پاک) ہے اور پاکی (صفائی وستھرائی) کو پسند کرتا ہے۔ اللہ مہربان ہے اور مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ سخی وفیاض ہے اور جود وسخا کو پسند کرتا ہے، تو پاک وصاف رکھو۔ (میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس سے آگے کہا) اپنے گھروں کے صحنوں اور گھروں کے سامنے کے میدانوں کو، اور یہود سے مشابہت نہ اختیار کرو (ترمذی شریف الرقم 2799)

اپنی سوچ بدلئے

مفتی ناصرالدین مظاہری☆

سفید چمچماتی کار سے شاندار کوٹ پتلون میں ملبوس ایک صاحب اترے، موچی کی دکان پر پہنچے، اپنے دس ہزار روپے کے جوتے موچی کے سامنے کردئے، موچی نے سفید بے داغ کار اور شاندار سوٹ بوٹ کے ساتھ قیمتی جوتوں کو دیکھ کر اپنے پہلے کے آدھے ادھورے کام چھوڑ کر رئیس صاحب کے جوتے پالش کئے، جب جوتے پالش ہوگئے تو اس امیر نے اجرت معلوم کی، موچی نے وہی عام ریٹ بتائے کہ صاحب بیس روپے ہوئے۔ رئیس صاحب نے ناک بھوں چڑھاتے اور پیشانی پر شکنیں اور سلوٹیں لاتے ہوئے اپنے غصہ اور ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ”تم لوگ اتنے سے کام کے اتنے زیادہ پیسے لیتے ہو“ یہی رئیس ایک بار نہیں بار بار ہر اتوار کو اپنی فیملی کو لولو مال لے جاتا ہے، وہاں کئی ہزار بلکہ لاکھوں کی خریداری ہوتی ہے، تمام سامان لولو مال کے ملازمین کاؤنٹر پر پہنچادیتے ہیں، کمپیوٹر آپریٹر بل نکال کر رئیس کے ہاتھ میں تھمادیتا ہے، رئیس صاحب ایک اچٹتی سی نظر بل پر ڈالتے ہیں اور رقم ادا کرکے واپس اپنی گاڑی میں بیٹھ جاتے ہیں۔

یہاں رئیس صاحب کی زبان گنگ ہوچکی ہے، یہ بھی نہیں پوچھا کہ بھائی موزے کا جو ریٹ آپ نے سو روپے لگایا ہے یہی موزے منگل بازار میں بیس روپے میں مل جاتے ہیں۔ یہاں ہر سامان بازار کے ریٹ سے کئی گنا مہنگا دیا گیا ہے لیکن مجال ہے کہ مہنگائی کا رونا رویا گیا ہو اور یہی صاحب سڑک پر چلتے چلتے کار روک کر کسی فروٹ والے سے اچھے معیاری پھل کا ریٹ معلوم کریں گے، پھر اس سے حجت بھی کریں گے، ایک ایک روپیہ کی رعایت چاہیں گے یعنی غریب انسان جو محنت مزدوری کرتا ہے، جس کے پاس اپنی کوئی ذاتی دکان نہیں ہے، جس کے بچے اس کی یومیہ آمدنی پر پلتے ہیں، جن کے گھروں میں کھانا تب بنے گا جب یہ چند روپے کما کر بازار سے خورد و نوش کا سامان گھر لے جائے گا۔

کیا کہوں اور کیسے کہوں، ہماری غیرت مردہ ہوتی جارہی ہے، شاندار قسم کے سیب آپ مارکیٹ سے

☆استاذ حدیث مظاہرالعلوم وقف سہارنپور یوپی

خریدیں تو اسی نوے یا سو روپے میں مل جائیں گے اور اس میں بھی اُس غریب ریڑھے والے کا کچھ نہ کچھ بھلا ہو جائے گا لیکن آپ کے دماغ میں تو دولت مند ہونے کا خناس سوار ہے آپ بھل منڈی، سبزی منڈی، مارکیٹ وغیرہ میں جانا اپنی توہین سمجھتے ہیں آپ یہ سامان ایسے شوروم اور بقالے سے خریدیں گے جو نہایت اعلیٰ اور نفیس ہو، جہاں کے شیشے، پردے، ڈیکوریشن اور ٹیپ ٹاپ سے نظریں خیرہ ہوں، جہاں بڑے بڑے کولڈ اسٹور میں کئی کئی دن کا سامان پڑا ہوا ہو گویا تازہ چیزیں کھانے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے آپ سے چھین لی ہے، گویا آپ کی جیب سے منافع کے نام کے چند سکے جو کسی غریب کا بھلا کر سکتے تھے وہ چند سکے یہاں شوروم میں کوئی اوقات اور کوئی ویلیو نہیں رکھتے، وہاں غریب کو لوٹنے کی آپ کی نیت تھی یہاں آپ کو لوٹنے کی آپ سے بڑے کی نیت ہے۔ چھوٹی مچھلیوں کو بڑی مچھلیاں کھا جاتی ہیں، ایک بڑی دنیا آپ سے غریب ہے لیکن کچھ ایسے بھی تو لوگ ہیں جن کے نزدیک آپ کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

آپ عام دھوبی سے کپڑے نہیں دھلواتے کیونکہ اس کا ریٹ سستا ہے لیکن آپ مہنگے ڈرائی کلینرز سے کپڑے دھلواتے ہیں کیونکہ وہاں کا ریٹ زیادہ ہے، آپ غریب کی دعوتوں میں شریک نہیں ہوتے کیونکہ وہاں عزت تو ملے گی لیکن مرغ و مسلم نہیں ملے گا اور آپ امیر کی شادی میں ضرور جائیں گے کیونکہ وہاں بھلے ہی جانوروں کی طرح کھڑے کھڑے کھانا پڑے لیکن وہاں چمک دمک بہت زیادہ ہے۔

آپ نے اپنی سوچ کا دیوالیہ نکال دیا ہے، آپ کی سوچ ہی الٹی ہوگئی ہے، غریب کی نیت اور امیر کی نیت میں زمین آسمان کا فرق ہے، غریب خود آپ کے استقبال کے لئے گیٹ پر کیل کی طرح کھڑا ہوتا ہے اور امیر کے چیلے چپاٹے اپنی اگوائی میں آپ کو ڈنگر ہال تک پہنچا دیتے ہیں جہاں پلیٹ بھی آپ کو خود اٹھانی ہے، کھانے تک آپ ہی کو جانا ہے، کھانے کا انتخاب آپ ہی کو کرنا ہے، بیٹھنے کا تو تصور بھی نہیں ہے، بس گھومتے رہیئے، پیٹ پوجا کرتے رہیئے، جتنا کھانا ہے کھایئے اور پھر چلتے بنئے، گیٹ تک کوئی چھوڑنے نہیں آئے گا، کوئی آپ کی آمد پر ممنون نہیں ہوگا۔ وہاں آپ جیسے سیکڑوں ہزاروں گھوم رہے ہیں۔

آپ زومیٹو یا آن لائن کھانے کی کوئی چیز منگواتے ہیں تو اس میں سروس چارج الگ سے دینا پڑتا ہے،

فلپ کارٹ، امازون یا کسی بھی کمپنی سے کوئی بھی سامان منگوا کر دیکھ لیجئے ڈلیوری چارج الگ سے لکھا ہوا ہوتا ہے اور اگر پانچ سو روپے سے زیادہ کا کوئی سامان منگوائیں تو نقل وحمل کا چارج نہیں لیا جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ آپ کے سامان کی قیمت سے ہی اتنا منافع لے لیتے ہیں کہ آپ کو پتہ بھی نہیں چلتا اور اوپر سے وہ آپ کو خوش کر دیتے ہیں کہ ڈلیوری چارج مفت ہے۔

میں ایک دفعہ اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ ایک مول میں چلا گیا، ساتھیوں نے کچھ سامان خریدا، قیمت ادا کی، میں نے خود بل میں دیکھا کہ جس تھیلی میں سامان دیا گیا تھا اس کی قیمت مبلغ اٹھارہ روپے الگ سے درج تھی اور ہمارا حال یہ ہے کہ ایک غریب بندہ سبزیاں اور فروٹ لے کر ہمارے دروازے تک آیا ہے، ہم اس سے دنیا بھر کا بھاؤ تاؤ تو کرتے ہی ہیں ساتھ ہی اگر سبزی لی تو بعد میں کہتے ہیں کہ تھوڑی سی ہری مرچ یا دھنیا تو ڈال دو، فروٹ لیتے ہیں تو ایک آدھ پھل اس کی اجازت کے بغیر اٹھا کر اپنے بچے کو تھما دیتے ہیں۔ میں یہاں جواز اور عدم جواز کی بات نہیں کر رہا ہوں بہت سی چیزیں جواز اور عدم جواز سے اوپر اٹھ کر اخلاق اور ہمدردی کے تعلق سے بھی سوچنے کی ہوتی ہیں۔

ریڑھے پر گھوم پھر کر سامان بیچنے والوں کی محنت کا آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، سردی ہو، گرمی ہو، برسات ہو ہر موسم میں یہ غریب موسم کی مار جھیلنے کے ساتھ سڑک کنارے بنی دکانداروں کی مار بھی جھیلتے ہیں، انھیں کوئی اپنی دکان کے سامنے سڑک پر کھڑا نہیں ہونے دیتا، بے چارے دربدر، گھر گھر، گلی گلی چکر لگا کر دو پیسے کمانے کی فکر میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں اور آپ کی نظروں میں یہی گویا ''لٹیرے'' بھی ہیں۔

اپنی سوچ بدلئے، ایسے غریبوں سے بلا ضرورت بھی محض اس نیت سے کچھ خرید لیجئے کہ براہ راست تعاون نہ سہی کم از کم اس کا سامان تو فروخت ہو جائے گا، چند پیسے منافع کے نام سے آپ کی جیب سے اس کی جیب میں پہنچ جائیں گے اور وہ چند سکے اس غریب کے بچوں کے چہروں پر خوشیاں لانے میں معاون ثابت ہوں گے۔

نجات المومنین☆

پہلی حدیث میں تو صاف ارشاد ہے کہ! **دخله الله الجنة على ماكان من العمل**! یعنی اللہ اُسے جنت میں لیجائیگا، اسکے عمل جیسے ہوں پچھلی چار حدیثوں میں اگر چہ ایسا کوئی لفظ عام نہیں ہے صرف چوری اور زنا کا ذکر ہے، مگر مقصود اس سے بھی یہی ہے ورنہ تخصیص کی کوئی وجہ نہیں تھی تیسری حدیث میں جو حضور علیہ السّلام کے متعجبانہ سوال کے جواب میں حضرت جبریل علیہ السلام کا یہ زیادہ کردینا کہ اگر چہ اس نے شراب پی ہو، اسکی اور بھی مرد کرتا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو زنا اور چوری کی نسبت دریافت فرماتے تھے، حضرت جبرئیل نے اس پر اضافہ کردیا جس سے صاف اشارہ ہوا کہ کوئی گناہ کیا ہو، شیخ الاسلام علامہ سبکی حدیث مذکور نقل کرکے طبقات میں لکھتے ہیں کہ یہاں صرف گناہوں کا ذکر ہوا، چوری کا اور زنا کا، اس میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک وکفر کے علاوہ کسی قسم کا گناہ کیا ہو مگر وہ جنت میں جائے گا کیونکہ گناہ دو قسم کے ہیں، ایک حق اللہ دوسرا حق العبد، حدیث میں دونوں قسم کے گناہوں کا ذکر ہوا، زنا حق اللہ ہے۔ اور چوری حق العبد ہے اور دونوں کی نسبت ارشاد ہوا کہ کچھ کیا ہو مگر جنت میں جائیگا، یہ حدیثیں صاف شہادت دیتی ہیں کہ توحید اور رسالت کو مان لینے کے بعد اس کی نجات ہے، اگر یہ اقرار مرنے کے وقت ہو جیسا کہ آئندہ کی حدیثوں کو ظاہر ہوتا ہے۔

(٦) **من مات وهو يعلم انه لا اله الا الله دخل الجنة (رواه مسلم احمد)** جو شخص مرے اور بالیقین جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ جنتی ہے

(٧) **من كان أخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة (رواه ابوداود)** جس کا آخری کلام "لا الہ الا اللّٰہ" ہو وہ جنتی ہے۔

(٨) **من لقى الله وهو لا يشرك به شيئا جعله الله في الجنة (احمد)** جو اللہ سے ملے یعنی دنیا سے گزر جائے اور کسی قسم کا شرک نہ کرتا ہوا سے اللہ تعالیٰ جنت میں پہنچائیگا۔ بخاری میں یہ الفاظ ہیں۔

من لقى الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة

☆ مجدد العلم والعرفان سیدنا حضرت مولانا سید محمد علی قدس سرہٗ العزیز کی ایک غیر مطبوعہ کتاب کا ایک ٹکڑا

جو اللہ سے ملے اور کسی طرح کا شرک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جائیگا۔حضرت معاذ نے سکرات کے وقت لوگوں کو اپنے پاس بلا کر اس حدیث کو بیان کیا،ان حدیثوں کا حاصل بھی یہی ہے کہ جس کا خاتمہ قرار توحید پر ہو وہ جنتی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر تمام عمر اقرار توحید کرے اور اس کا انجام اس قرار پر نہ ہوا سکے لئے یہ بشارت نہیں ہے۔

(۹)من زید بن خالد الجهنی قال ارسلنی رسول الله صلى الله عليه وسلم البشر الناس من شهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له الجنة..طبرانی (عن زيد بن خالد الجهني)

خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا کہ لوگوں کو خوشخبری سنادو کہ جو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے،وہ جنتی ہے۔

اس پر غور کیا جائے کہ کس طور سے اس بشارت کا اعلان کیا جاتا ہے،ایک وقت یہ بشارت خاص لوگوں میں بیان کیجاتی تھی جب قوت ایمان اور سمجھ میں ترقی دی گئی تو اس بشارت کے عام اعلان کا حکم فرمایا، مذکورہ بالا احادیث میں غور کرنے سے شرک کے معنی کا بھی فیصلہ ہو جاتا ہے کیونکہ مثلاً آٹھویں حدیث میں یہ ارشاد ہوا کہ جو شرک نہ کرے وہ جنتی ہے،اور نویں میں جنت کی بشارت اسے دی ہے جو اللہ تعالی کے سوا کسی کو لائق عبادت جانے اس سے معلوم ہوا کہ شرک کرنا یہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ جانے ،اور دوسرے کو معبود جاننا شرک ہے۔

(۱۰)یا اباهريرة فمن لقيك من وراء هذا الحايط يشهد أن لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه فبشره بالجنة.(مسلم,ابوهريره)

ترجمہ:اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری جوتیاں لیجا اور اس باغ کے اس طرف جو تجھے ملے اور خدائے تعالیٰ کے معبود اور یکتا ہونے کی گواہی دے اور اس کے دل میں اسکا یقین کامل ہو،اس کو جنت کی بشارت دیدے،اس حدیث میں موحد کے عام طور سے جنت کی بشارت دینے کے لیے اعلان کا حکم اور اعلان کرنیوالے کے کلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے نعلین مبارک انھیں دیدی اور اس وقت حضور صلعم برہنہ پارہ گئے، یہ اہتمام لائق غور

ہے

(۱۱)من شهد ان لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة (طبراني)

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کے معبود یکتا ہونے کی گواہی دی اخلاص کے ساتھ وہ جنتی ہے۔

اس حدیث کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اولا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فوراً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اس حدیث کی تصدیق چاہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جوش کے ساتھ فرمایا - صدق معاذ۔ صدق معاذ۔ صدق معاذ، یعنی معاذ نے سچ کہا، معاذ نے سچ کہا، معاذ نے سچ کہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر استعجاب ہوا تھا اس لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے قول کی صداقت ظاہر فرمائی۔

(۱۲)من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم واخلاصها أن تحجره عن ماحرم الله (طبراني. زيد ابن ارقم)

جس نے اخلاص کے ساتھ اللہ کے معبود یکتا ہونے کا اقرار کیا وہ جنتی ہے، اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخلاص یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ نے تم پر حرام کی ہیں ان سے تو باز رہے، یعنی اخلاص ایسی چیز ہے کہ جب دل میں ہوتا ہے تو بری باتوں سے خود یہ باز رہتا ہے۔

اگر چہ محدثین نے روایت کے لحاظ سے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے مگر معنی کے لحاظ سے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ آئندہ بیان سے معلوم ہوگا۔

ان تین حدیثوں میں اقرار توحید کے ساتھ یقین قلبی اور اخلاص دلی کی بھی قید مذکور ہے اور آئندہ بھی کئی حدیثیں ایسی آونگی جن میں یہ قید ہے اور مختلف عنوان سے یہ قید بیان ہوئی ہے اس سے یہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ صرف زبانی اقرار یا محض جان لینا کافی نہیں ہے، بلکہ یقین اور اخلاص کے ساتھ جاننا ضرور ہے، یہ ایسی قید ہے کہ عقل بھی اسکی صداقت کی کامل شہادت دیتی ہے، کیونکہ بغیر اخلاص اور یقین کے زبانی اقرار کرنا اور اُسے جاننا ایسا ہے، جیسا کوئی دوائی کے اثر کو بیان کرے یا اس کے خاصہ کو جان لے مگر اسکا استعمال نہ کرے اس سے اُسے کچھ

نفع نہیں ہوسکتا، اسی طرح اقرار توحید کو سمجھنا چاہئے جسوقت توحید دل میں اتر جائیگی اسوقت اسے کامل یقین اور اخلاص ہوجائیگا، اس وقت اسکا اثر یہ ہوگا کہ وہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیگا۔مگر یہاں غور کے لائق یہ امر ہے کہ یقین اوراخلاص کے مراتب ہیں اور ہر مرتبہ کے آثار علحدہ علحدہ ہیں مثلاً ایک صحابہ کرام کا یقین اوراخلاص تھا کہ کیسے کیسے اثرات اس پر ہوئے جنھوں نے انکے حالات دیکھے ہیں اور وہ جان سکتے ہیں کہ انہیں اللہ اور رسول پر جان و مال اور اولاد کو نثار کردینا آسان تھا،تھوڑے حضرات نے دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا۔

ایک یہ یقین ہے کہ باپ دادا سے سنکر توحید و رسالت کو مان لیا مگر کچھ ہو نہیں سکتا ان دونوں ایمانوں میں ایسا ہی فرق ہوا جیسا کہ انسان اور تصویر انسان میں فرق ہے،اسی طرح ایک اقرار توحید اولیاء اللہ کا ہے اور انہیں ایک ذات کے سوا کچھ نظری نہیں آتا انکے رگ و پے میں توحید سمائی ہے،ایک مرتبہ یقین کا یہ بھی ہے کہ بلا دلیل اور بغیر کسی برہان کے انکے دل میں توحید اور رسالت کا یقین ایسا جوش مارتا ہے کہ دلیل پیش کرنا کیا معنی،دلیل سنا بھی انہیں ناگوار ہوتا ہے اور دلی حقارت سے کہہ دیتے ہیں۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود　　　پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

اس یقین اور اخلاص کا یہ اثر ہوتا ہے کہ خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ان سے ہو ہی نہیں سکتا۔

سیرت النبی ﷺ اور ہماری ذمہ داریاں

حافظ محمد ابراہیم نقشبندی مدظلہ☆

نبی اکرم ﷺ تمام دنیا کے انسانوں کے لیے رہبر ورہنما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمت اللعلمین بنا کر بھیجا، گویا تمام انسانیت کے لیے رحمت پر مبنی نظام بنانا حضور ﷺ کی نمایاں ترین خصوصیت اور اعلیٰ ترین کارنامہ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت سے رہنمائی لینا کامیابی کی ضمانت ہے۔

سیرتِ رسول ﷺ سے وابستگی مسلمانوں پر عظیم ذمہ داری عائد کرتی ہے۔ وہ یہ کہ امت مسلمہ پورے طور پر سیرتِ رسول سے وابستہ ہوجائے۔ سیرتِ رسول ﷺ اور اسوۂ حسنہ کو پوری طرح اپنی عملی زندگی میں رائج کرنے کے لیے اجتماعی حیثیت سے امت کو کچھ عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔

اس سلسلہ کا پہلا کام یہ ہے کہ ملک بھر میں مسلمانوں کو سیرتِ رسول ﷺ کے عملی گوشوں سے متعارف کروایا جائے۔ یہ جلسے، پروگرام اور تعارف سیرت کی یہ مہم صرف ماہ ربیع الاول تک ہی محدود نہ رہے بلکہ سال کے بارہ مہینے وقفہ وقفہ سے ان کا انعقاد عمل میں آتا رہے۔

دوسرا مرحلہ سیرت رسول ﷺ کو عملی زندگی میں اختیار کرنے کا ہے۔ آپ کی سیرت اور آپ کے طور وطریقوں کو عملی زندگی میں نافذ کیا جائے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نماز تو ویسے ہی ادا کرتے ہیں جیسے رسول ﷺ نے ادا کی تھیں، لیکن ہماری تجارت اور معاشرت ویسی نہیں ہوتی جیسے رسول ﷺ نے کی تھی، اتباعِ سنت اور اسوۂ حسنہ کو امت مسلمہ میں عام کرنے کے لیے ہمیں باقاعدہ مہم چلانے کی ضرورت ہے۔ مختلف اداروں اور تحریکوں کے ذریعے سنتوں کی عملی مشق کروائی جائے، گھروں میں والدین اور سرپرست حضرات بچوں کو سنتوں کی عملی تربیت دیں، کھانے کا موقع ہو تو کھانے کی سنتوں پر عمل کرایا جائے، سوتے وقت سونے کی سنتیں بتائی جائیں اور سنتوں کے مطابق سلایا جائے، لباس پہننے کا موقع آئے تو اس کی سنتیں یاد دلائی جائیں۔ اسی طرح مساجد میں روزانہ چند سنتوں کی جانب توجہ دلائی جائے، روزمرہ کی زندگی سے متعلق سنتوں کے مستند مجموعہ کو مسلم

☆(بانی وچیئرمین: الکہف ایجوکیشنل فاؤنڈیشن)

گھرانوں میں عام کیا جائے۔

آپ ﷺ کی سنتوں میں اللہ تعالیٰ نے عجیب نورانیت رکھی ہے، سنتوں پر عمل سے دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے، معاملات میں صفائی آتی ہے، معاشرتی زندگی سکون کا گہوارہ بن جاتی ہے۔

سیرت سے وابستگی کے نتیجہ میں عائد ہونے والی ایک اہم ذمہ داری تحفظِ ختمِ نبوت کی ہے۔ بہت سے سادہ لوح مسلمان قادیانیت کا شکار ہو رہے ہیں، عام مسلمانوں کے ذہنوں میں ختم نبوت کا واضح تصور نہیں ہے، شہروں اور دیہاتوں میں قادیانیت کی کافی سرگرمیاں جاری ہیں، ربیع الاول کے موقع پر سیرت النبی ﷺ کے جلسوں میں ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالی جائے۔ اس وقت امت کو سیرت سے وابستہ کرنے کے لیے ٹھوس عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کا احساس اور اس حوالے سے عملی اقدامات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مابقیہ)۔۔۔ مسلمانوں کے دنیوی مصائب کے دینی اسباب

حضرت مولانا مناظر حسن گیلانیؒ ☆

دوسری روایت عتبان بن مالک صحابی کی جس میں ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قطعاً اللہ نے آگ یعنی (جہنم) پر حرام کر دیا اس کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اللہ کے چہرے کو اس کے ذریعہ تلاش کرتا ہے۔
یعنی

ان الله حرم على النار من قال لا اله الا الله يبتغي بذلك وجه الله

(رواہ جمع الفوائد ص۸۔)

ظاہر ہے کہ ان دونوں حدیثوں کا مفہوم بھی وہی ہے جو سورۃ واللیل والی آیت کا مفاد ہے یعنی جہنم میں صرف وہی جائیں گے جنہوں نے اللہ کے رسول کے لائے ہوئے پیغام کو جھٹلا دیا ہو، اور جھٹلا کر پیغمبر سے رشتہ توڑ لیا ہو بالفاظ دیگر تکذیب وتولی کا مجرم بن کر جس نے اپنے آپ کو شقاوت اور بدبختی کی آخری منزل تک پہنچا دیا ہو، یعنی **الا شقی الذی کذب وتولی** کا جو مصداق بن گیا ہو، ان صفات سے موصوف ہونے کے بعد چونکہ کوئی مسلمان باقی نہیں رہ سکتا، اس لئے آیت کا واضح اور کھلا ہوا مطلب یہی ہوا کہ جہنم میں وہی جائے گا اور اس کے سوا کوئی نہ جائے گا جو مسلمان نہیں ہے، یہی حاصل اس آیت کا بھی ہے اور اسی مضمون کی تائید وتشریح بخاری شریف کی ان دونوں صحیح حدیثوں سے بھی ہو رہی ہے۔

پوچھا اب بھی جاتا ہے کہ مذکورہ بالا تین قسم کی آیتوں کی بنیاد پر کیا یہ عقیدہ قرانی عقیدہ نہ ہوگا کہ جہنم کا عذاب صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو مسلمان نہیں ہیں خواہ وہ صراحتاً منکر یا مکذب ہوں یا منافق ہوں، اور کسی قسم کا مسلمان ہو جہنم کی آگ اس کے لئے کے حرام اور جہنم کی آگ کے لئے وہ حرام ہے گویا نہ جہنم ہی مسلمان کے لئے ہے اور نہ مسلمان ہی جنہم کے لے ہے، بتایا جائے کہ اس عقیدے کو غیر قرآنی عقیدہ قرار دینے کی کیا صورت ہے خصوصاً جب بخاری کی دو دو صحیح حدیثوں کا صریح وواضح مفاد بھی یہی ہے جو سورہ **واللیل** کی آیت

☆سابق پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد

سے سمجھا جا رہا ہے جب تک کہ خدائی الفاظ کے ساتھ بیرونی آمیزش کو شریک کرنے کی جرات نہ کی جائے اس وقت تک قرآن کی اس آیت کا ترجمہ و مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا جس کی تائید اور تشریح ان دونوں حدیثوں کے الفاظ سے ہو رہی ہے۔ اب اس کے بعد پہلی آیت جو نقل کی گئی ہے اس کا مفہوم سامنے آتا ہے یعنی ہر برائی کا بدلہ برائی کرنے والوں کو دیا جائے گا،"من یعمل سوء یجزبہ" کا یہی حاصل ہے، اسی کے ساتھ دوسرے مدوالی آیتیں یعنی قرآن ہی کے قانون عفو و مغفرت کو بھی رکھ لیا جائے، ان ساری باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر یہ سمجھا اور سمجھایا جائے کہ عذاب کی بدترین قسم اور سزا کی شدید انتہائی شکل تو وہی ہے جسے بھگتنے والے جہنم میں بھگتیں گے، جو مسلمان ہے وہ اس عذاب سے تو بچ جائے گا، مگر عذاب کی اور بھی تو قسمیں ہیں، جہنم میں داخل ہونے سے پہلے جس (پل صراط) میدان حشر کی فوقانی و تحتانی ظاہری و باطنی پریشانیاں، نیز اس سے پہلے برزخی عذاب کا بھی ایک مستقل سلسلہ ہے یہ تو مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہونے سے پہلے سزاؤں کی مختلف غیبی شکلیں ہیں جو آئندہ اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد پیش آئیں گی اور ان کے سوا موت سے پہلے خود اسی دنیا میں مصائب و آلام کی گونا گوں شکلوں کا حصہ بھی ہے، ظاہر ہے کہ جہنم کے عذاب سے بچ جانے کا مطلب یہ قطعا نہیں ہے کہ سزاؤں کی دوسری شکلیں جو موت کے بعد یا موت سے پہلے اسی زندگی میں مجرموں کو پکڑتی ہیں ان سے بھی مسلمان ہو جانے سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے، مسلمان ہونے کا نتیجہ زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ جہنم کی آگ اس پر حرام ہو جائے بلکہ جب قرآن کا یہ اعلان ہے کہ ہر سو اور برائی کا بدلہ اس کے مرتکب کو چکھایا جائے گا اس لئے یقین کرنا چاہیئے کہ جہنم کی سزا سے بچ جانے کے بعد مسلمانوں کے لئے سزا کی یہی شکلیں باقی رہ جاتی ہیں جو جہنم میں داخل ہونے سے پہلے بنی آدم کے سامنے آئیں گی چونکہ قرآن ہی نے یہ خبر بھی دی ہے کہ برائی کرنے والے اور اپنے آپ پر ظلم توڑنے والے اللہ تعالیٰ سے اگر مغفرت چاہیں گے، تو اللہ کو بہت بڑا بخشنے والا اور بہت بڑا مہربان پائیں گے، اس لئے اگر یہ مانا جائے کہ حشر یا میدان حشر یا عذاب قبر وغیرہ کی سزاؤں پر مغفرت کے اسی قانون کا یہ عمل ہوگا کہ بجائے ان کے ان ساری سزاؤں کو دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں کی شکل میں قدرت بدل دیتی ہے تو قانون عفو و مغفرت کا اقتضا بھی پورا ہو جاتا ہے اور مجازات و مکافات کا وہ قانون عام جس کا اعلان "من

یعمل سوء یجزبہ" میں کیا گیا ہے اس کی تکمیل کی راہ بھی نکل آتی ہے، بلکہ دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں بھی سارے مصائب و آلام دکھ پہنچانے کے لحاظ سے چونکہ برابر نہیں ہیں، اس لئے مغفرت طلبی میں زور لگانے والے جتنا زیادہ زور لگائیں گے، سزاؤں کے قالب بھی بدلے چلے جائیں گے، یعنی نسبتاً کم تکلیف پہنچانے والی مصیبتوں میں مبتلا ہو کر قانون مجازات کا اقتضاء ان کے لئے پورا ہوگا اور سچ پوچھئے تو صحاح کی کتابوں میں اسی قرآنی آیت یعنی "من یعمل سوء یجزبہ" جس میں ہر جرم کو مستحق سزا قرار دیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ مجازات کے قانون سے کسی مجرم کا کوئی جرم مستثنیٰ نہیں ہے، اسی کے متعلق بکثرت ایسی روایتیں جو مروی ہیں کسی میں ہے

۔۔۔۔جاری

طلبہ کے لئے انمول تحفہ

مفتی منصور صاحب مفتاحی☆

طلبہ عظام کے لئے بارہ ہدایات

حضرت مولانا ابراہیم پانڈور صاحب (خلیفہ حضرت مولانا شیخ زکریا صاحب کاندھلویؒ) فرماتے ہیں کہ عزیزانِ گرامی قدر! آپ جانتے ہیں کہ: دنیا کی معمولی معمولی چیز بھی شرائط وآداب کی رعایت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی تو بھلا علم جیسی عظیم دولت (جو حق تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے ایک، اور نورِ خداوندی ہے) شرائط و آداب کی رعایت کے بغیر کس طرح حاصل ہوسکتی ہے، بلاشبہ اس کے لئے بھی کچھ شرائط وآداب ہیں، یوں تو اسلاف نے علم حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے مجاہدات کئے ہیں، ہمارے فہم وادراک سے بڑھ کر مشقتیں برداشت کی ہیں، بہتیرے شرائط وآداب برتے ہیں، مگر اب ہمتیں کمزور ہوگئی ہیں، کسل دستی عام سے عام تر ہوتی چلی جارہی ہے، اس لئے آپ حضرات کی سہولت کی خاطر صرف بارہ شرائط وآداب منتخب کئے جاتے ہیں جن کا نام ہدایات اثناعشریہ برائے طلبہ تجویز کیا گیا ہے، حق تعالیٰ شانہ کی کریم ورحیم ذات سے قوی امید ہے کہ ان آداب کی رعایت ہم سب کے حق میں مثمر برکات اور علم نافع کے حصول کے لئے معین ومددگار ہوگی۔

ہدایات حسب ذیل ہیں

(۱) صحیح نیت: نیت کو درست کرنا یعنی تفقہ فی الدین اور حلال وحرام کی معرفت وتمیز کے لئے علم حاصل کرنا تاکہ اس پر عمل کرکے اصلاح ورضائے الٰہی حاصل ہوسکے، اور تادمِ حیات اسی نیت پر قائم رہنا۔

(۲) ورع وتقوی یعنی پرہیزگاری کے ساتھ علم حاصل کرنا: صاحب ہدایہ کے تلمیذ رشید علامہ برہان الدین زرنوجی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ: جو شخص پرہیزگاری کے ساتھ علم حاصل نہیں کرتا اللہ جل شانہ اس کو تین سزاؤں میں سے کوئی ایک سزا ضرور دیتے ہیں: (۱) یا تو جوانی میں موت دے دیتے ہیں۔ (۲) یا کسی بادشاہ یا امیر کی خدمت میں لگا دیتے ہیں۔ (۳) یا کسی ایسی جگہ رہائش مقرر فرمادیتے ہیں جہاں اس کے علم سے کوئی

☆استاذ مدرسہ مفتاح العلوم میل وشارم

فائدہ اٹھانے والا نہیں ہوتا۔ اللهم احفظنا منه

(تعلیم المتعلم ص ٦٧)

(۳) حتی الامکان رعایت، اور پڑھی ہوئی باتوں پر ہمیشہ عمل کا اہتمام کرنا۔

(۴) **ترک موانع علم: موانع علم اجمالاً یہ ہیں:** (۱) معاصی وسیآت یعنی چھوٹے بڑے ہر قسم کے گناہ خصوصاً نگاہ، شرم گاہ، اور زبان کے گناہ، یعنی بدنظری، بدزبانی اور شہوت رانی سے بچنا خصوصا امرد صبیح الوجہ کی طرف دیکھنا انتہائی مہلک ہے (مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم نے سنایا کہ: حضرت مولانا حاجی محمد فاروق صاحب خلیفہ حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ: حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب فرمایا کرتے تھے کہ: مولوی صاحب! بچوں سے بچو) (۲) کثرت علائق یعنی زیادہ دوستی (۳) تزوج: ہمارے حضرت فقیہ الامت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: مشہور مقولہ ہے کہ **كُلِّ شَيءٍ آفَةٌ وَلِلْعِلْمِ آفَاتٌ أَوَّلُهَا التَّزَوُّجُ** ہر چیز کے لئے ایک آفت (رکاوٹ) ہے اور علم کے لئے بہت سی آفتیں ہیں، سب سے پہلی آفت شادی ہے، اسی لئے اکابر نے طالب علمی کے زمانے میں شادی سے پرہیز بتایا ہے،

(مکتوبات فقیہ الامت قسط ۲ ص ١٠٦ و ١٤٠)

(۴) ناجنسوں کی مصاحبت: یعنی ایسے ناہنجار اور بے فکر طلبہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جو حصولِ علم میں محنت کے بجائے لا ابالی پن کی زندگی گزارتے ہیں۔ (۵) غلط اور نا موافق ماحول (٦) حرام اور مشتبہ غذا۔ (۷) لایعنی اور غیر ضروری اشیاء میں اشتغال، آج کل موبائل کا استعمال بھی بہت بڑی رکاوٹ بن رہا ہے، ہمیں چاہئے کہ ان چیزوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں۔

(۵) محنت ولگن، اور تکرار و مطالعہ میں انہاک تام: کسی نے کہا ہے **العِلْمُ لا يُعْطِيكَ بَعْضَهُ حَتَّى تُعْطِيَهُ كُلَّكَ** "کہ اپنے آپ کو پورا کھپائے بغیر علم اپنا تھوڑا حصہ بھی نہیں دیگا۔

(٦) استاذ سے قلبی محبت: جس کا اثر اور علامت دو ہیں: (۱) کامل ادب واحترام: سامنے بھی اور پیٹھ پیچھے بھی بعض طلبہ اساتذہ کے سامنے تو خوب جی حضوری کرتے ہیں، چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں، جوتیاں سیدھی کرتے ہیں، اور استاذ کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی ہاتھ جھٹک دیتے ہیں، یہ بھی خطرناک ہے،

(۲) دل میں استاذ کی خدمت کا جذبہ صادق، بھلے ہی کبھی خدمت کی نوبت نہ آئی ہو، ادب کا مطلب ہے حقوق کی رعایت، اور خدمت کا مطلب ہے راحت رسانی، دونوں باتوں کا پورالحاظ چاہئے۔

(۷) آلات علم کا پورا احترام: یعنی کتاب، تپائی، درسگاہ، کاغذ قلم رفقاء درس، مدرسہ اور جمیع متعلقات مدرسہ کا احترام حتی کہ کھانا پکانے والے باورچی، صفائی اور جھاڑو دینے والے ملازمین اور دربان کا احترام بھی تحصیل علم کے لئے معاون ومددگار ہے، یادرکھئے تحصیل علم کے لئے اصل چیز احترام ہے علم اور اس سے متعلق جتنی چیزیں ہیں سب کا (۴) ناجنسوں کی مصاحبت: یعنی ایسے ناہنجار اور بے فکر طلبہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جو حصولِ علم میں محنت کے بجائے لاابالی پن کی زندگی گزارتے ہیں۔ (۵) غلط اور ناموافق ماحول (۶) حرام اور مشتبہ غذا۔ (۷) لایعنی اور غیر ضروری اشیاء میں اشتغال، آج کل موبائل کا استعمال بھی بہت بڑی رکاوٹ بن رہا ہے، ہمیں چاہئے کہ ان چیزوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ (۵) محنت ولگن، اور تکرار ومطالعہ میں انہماک تام: کسی نے کہا ہے **العِلمُ لا یُعطِیكَ بَعضَهُ حَتّٰی تُعطِیَهُ كُلَّكَ** "کہ اپنے آپ کو پورا کھپائے بغیر علم اپنا تھوڑا حصہ بھی نہیں دیگا۔ (۶) استاذ سے قلبی محبت: جس کا اثر اور علامت دو ہیں: (۱) کامل ادب واحترام: سامنے بھی اور پیٹھ پیچھے بھی بعض طلبہ اساتذہ کے سامنے تو خوب جی حضوری کرتے ہیں، چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں، جوتیاں سیدھی کرتے ہیں، اور استاذ کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی ہاتھ جھٹک دیتے ہیں، یہ بھی خطرناک ہے، (۲) دل میں استاذ کی خدمت کا جذبہ صادق، بھلے ہی کبھی خدمت کی نوبت نہ آئی ہو، ادب کا مطلب ہے حقوق کی رعایت، اور خدمت کا مطلب ہے راحت رسانی، دونوں باتوں کا پورالحاظ چاہئے۔ (۷) آلات علم کا پورا احترام: یعنی کتاب، تپائی، درسگاہ، کاغذ قلم رفقاء درس، مدرسہ اور جمیع متعلقات مدرسہ کا احترام حتی کہ کھانا پکانے والے باورچی، صفائی اور جھاڑو دینے والے ملازمین اور دربان کا احترام بھی تحصیل علم کے لئے معاون ومددگار ہے، یاد رکھئے تحصیل علم کے لئے اصل چیز احترام ہے علم اور اس سے متعلق جتنی چیزیں ہیں سب کا احترام کریں گے، تو علم حاصل ہوگا، اُس میں ترقی ہوگی، اس راہ میں بے احترامی سخت محرومی کا باعث ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے: **مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ إِلَّا بِالْحُرْمَةِ، وَمَاسَقَطَ مَنْ سَقَطَ إِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ** جس کو بھی علمی ترقی حاصل

ہوئی احترام کی وجہ سے حاصل ہوئی، اور جو پستی میں گرا وہ بے احترامی کی وجہ سے گرا

(دروس مظفری: ۱/ ۲۸)

(۸) ضوابط مدرسہ کی پابندی: خصوصاً اسباق واوقات کی حفاظت کا اہتمام کرنا مشہور ہے **اَلْوَقْتُ اَثْمَنُ مِنَ الذَّهَبْ** " کہ وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے گذرنے کے بعد ہاتھ نہیں آتا، خواجہ مجذوب نے کیا خوب کہا ہے:۔ ہورہی ہے عمر مثل برف کم چپکے چپکے رفتہ رفت دم بدم (۹) وضع قطع کی درستگی: یعنی علماء ربانیین اور صلحاء امت خاص کر اپنے اکابر کی طرح لباس اختیار کرنا، داڑھی کی شرعی حدود کی حفاظت کرنا، اور مہینے ڈیڑھ مہینے میں سر کے بال منڈوانا الا یہ کہ کوئی طالب علم سنت کے مطابق سر پر بال رکھنا چاہے، تاہم اتنا یاد رہے! کہ بال کی حفاظت اور اُس کا اکرام آسان نہیں ہے، بہت دشوار اور وقت طلب ہے، لہذا طلبہ کے لئے حلق کی سنت پر عمل کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے، چنانچہ زیادہ تر اکابر اسی سنت کو اپناتے رہے ہیں۔(۱۰) حصول علم نافع کے لئے دعاؤں کا اہتمام: قرآن کریم میں خود نبی کریم ﷺ کو بھی زیادتی علم کے حصول کے لئے دعا کی تلقین کی گئی ہے **وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً** " چنانچہ نبی کریم ﷺ اس حکم پر عمل فرماتے ہوئے کبھی یوں دعا فرماتے **اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسألُكَ عِلماًنافعاً** اے اللہ علم نافع عطا فرما، اور کبھی یوں دعا فرماتے **اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عِلمٍلا ينفع** اے اللہ علم غیر نافع سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں، اس سے ہماری حفاظت فرما!(۱۱) مصنفین کتب کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام: جو بھی کتاب شروع کرے یا پوری کرے اُس کے مصنف کو قرآن پڑھ کر یا دیگر تسبیحات واذکار وغیرہ کا ثواب پہنچائے، تاکہ اُن کے روحانی فیوض و برکات حاصل ہوں، اور اُن کی روح ہماری طرف متوجہ رہے، بشرطیکہ مصنف صاحب ایمان ہو۔(۱۲) مشائخ حقہ سے صحیح ربط و تعلق پیدا کرنا: کیونکہ اس کے بغیر تحصیل علم وعمل کا داعیہ اور اس میں جلا مشکل سے پیدا ہوتا ہے، واضح رہے کہ پہلے کے اکابر واسلاف طلبہ کو بیعت نہیں کیا کرتے تھے، تاکہ سارا وقت تحصیل علم میں صرف ہو، وہ حضرات اوراد و وظائف کو طلب علم کے باب میں خارج سمجھتے تھے، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اس نظریہ پر سختی سے عمل کرتے تھے کسی بھی طالب علم کو فراغت سے پہلے بیعت نہیں کرتے تھے، مگر اب جبکہ طلبہ دسیوں طرح کے مشاغل میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں، بعد کے اکابر نے طریقہ بدل دیا، یہ حضرات فرماتے ہیں: بہتر ہے کہ طلبہ کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر

بیعت ہوجائیں، اوران کی ہدایت کے مطابق اپنے اوقات گزاریں، اپنے قیمتی اوقات اِدھراُدھر کے مشاغل میں ضائع کرنے کے بجائے اورادووظائف میں صرف کریں، تاکہ دل میں صحیح علمی لگن اور جذبہ محبت پیدا ہو، اگرکسی وجہ سے شیخ کامل سے تعلق قائم نہیں کرسکتے تو پھر اپنے اکابر کی کتابوں کا مطالعہ ہی کرتے رہیں ان شاء اللہ فکر آخرت اور اصلاح کی لگن پیدا ہوگی، اورامید ہے کہ ایمان سلامت رہے گا، اورنبوت کی صحیح وراثت سے سرفراز ہوسکیں گےحق تعالیٰ شانہ عمل کی توفیق عطافرمائے۔(آمین)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل کے میزان پر

محمد صابر حسین تلنگانہ☆

چودہ سو برس سے زیادہ زمانہ گزرا کہ رب العالمین نے ظلمت کدہ عالم کو نور بخشنے وہ پیغمبر بھیجا جس کے سر پر ختم نبوت کا تاج تھا، اللہ نے اپنے پیغمبر کو ایسی شریعت کاملہ عطا فرمائی کہ اس کے بعد قیامت تک کسی نوع انسانی کے لیے کسی مذہبی قانون اور نئی شریعت کی ضرورت پیش نہ ہوگی، مگر مسلمانوں نے شریعت مطہرہ کے کامل و مکمل واکمل ہونے کے باوجود ایسے رسوم اپنا لیے جو غیر مسلموں سے درآمد شدہ ہیں، اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان کو دین کا حصہ سمجھ رہے ہیں، ایسی بہت سی بدعات ہیں جن میں سے ایک عید میلاد النبی بھی ہے، بے شک اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہمارے لیے باعث فرحت ومسرت ہے اس لئے اللہ رب العزت نے خود آپ علیہ السلام کو مبعوث فرما کر ہمارے اوپر احسان جتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

لقد من اللہُ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم

حقیقت یہ ہے کہ مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا الخ

(سورۃ آل عمران آیت ۱٦٤)

اور یقیناوہ دن بھی بڑی عظمت و برکت کا حامل ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، لیکن شریعت مطہرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالانہ یوم ولادت منانے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی اس دن کو عید کا دن قرار دیا ہے، اور نہ ہی اس کے لیے کسی قسم کے مراسم مقرر کیے، آج مسلمانوں کا ایک جم غفیر اس دن کو عید کے نام سے موسوم کرتا ہیں، وہ دراصل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہیں، اس لیے کہ خود ارشاد نبوی ہے:

قد بدألکم اللّٰہ تعالی بھما خیرا منھنا یوم الفطر و یوم الاضحی

(نسائی شریف باصلاۃ العیدین ۲۳۱)

اللّٰہ تعالی نے دیگر قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کے لیے عید کے دو دن مقرر کیے ہیں

☆متعلم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)عید الفطر (۲)عید الاضحیٰ

یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمائی جب اہل مدینہ کو زمانے جاہلیت کے طرز پر عید و خوشی مناتے ہوئے دیکھا۔اس حدیث شریف سے یہ بات اظہر من شمس ہوگئی کہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو صرف سال میں دو عیدیں منانے کا حکم فرمایا،بعض روایات میں جمعہ کے متعلق بھی عید کا لفظ وارد ہوا ہے اس کے علاوہ کسی کے لیے عید کا لفظ نہیں بولا گیا،باوجود اس کے اگر کوئی صاحب عقل وخرد اس پر زیادتی کر کے اپنی طرف سے مزید ایک دن بڑھا کر اس میں عید جیسی خوشیاں مناتا ہے اور اس دن کو عید کا لیبل چسپاں کرتا ہے تو وہ گویا رحمۃ اللعالمین کے اس ارشاد عالی شان پر عدم رضامندی کا اظہار کرتا ہے،اور جو شخص اس کو دین کا حصہ سمجھتا ہے وہ اپنی طرف سے نیا دین تراشتا ہے،لہذا یہ دونوں ہی طریقۂ عمل نہایت خطرناک ہے۔

عید میلاد النبی کی ابتداء

یہ مروّجہ مجلس میلاد نہ ہی قران وحدیث سے ثابت ہے،نہ ہی خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے،اور نہ ہی تابعین وہ ائمہ مجتہدین: امام اعظم ابوحنیفہ،امام مالک،امام شافعی،امام احمد وغیرہ سے،نہ محدثین: امام بخاری،امام مسلم،امام ابو داؤد،امام ترمذی،امام نسائی،اور امام ابن ماجہ وغیرہ سے،اور نہ اولیائے کاملین: شیخ عبد القادر جیلانی،خواجہ معین الدین چشتی اجمیری،خواجہ بہا الدین نقشبندی،اور شیخ عارف شہاب الدین سہروردی وغیرہ سے۔اس امت پر چھ صدیاں گزر گئی اس مجلس میلاد کا کہیں وجود نہیں تھا سب سے پہلے عید میلاد منانے والی شخصیت موصل کے علاقے "اربل" کا ظالم،ستم شعار اور فضول خرچ بادشاہ ملک مظفر الدین ہے،٦٠٤ ہجری میں سب سے پہلے اس کے حکم سے محفل میلاد منائی گئی

(دول الاسلام ج ۲ ص ۱۰٤)

اس ظالم اور مسرف بادشاہ (ملک مظفر الدین) اپنے زمانے کے علماء کو حکم دیا کہ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کریں اور اس میں کسی غیر مذہب کی اتباع نہ کریں تو اس وقت کے وہ علماء جو اپنی دنیاوی اغراض و مقاصد کی سر توڑ کوششیں کرر ہے تھے ان کی طرف مائل ہوئے،جب انہیں موقع ملا تو ماہ ربیع الاول میں عید میلاد النبی منانا شروع کر دیا اور عید میلاد النبی منانے والا پہلا شخص ملک مظفر الدین (جو موصل کے علاقے اربل کا بادشاہ تھا) ہے ذرا

اس باطل پرست اور کج فکر کی حالت بھی ملاحظہ فرمائیں جس نے محفل میلاد کے جواز پر دلائل اکٹھے کیے تھے، اور بادشاہ کو اس محفل میلاد کے انعقاد کا راستہ بتلایا تھا، اس کا نام ابوالخطاب عمرو بن دحیہ تھا، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کے بارے میں رقم طراز ہے وہ لکھتے ہے کہ وہ شخص ائمہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا زبان دراز بے وقوف اور متکبر تھا، اور دینی امور میں سست اور بے پرواہ تھا،

(لسان المیزان ج ٤ ص ٢٩٦)

عید میلاد النبی پر اسراف اور حب رسول کا دعویٰ

(جشن) عید میلاد النبی ﷺ کو لوگ بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں، بعض مقامات پر تو سجاوٹ کے لیے، مٹھائی تقسیم کرنے کے لیے چندہ ہوتا ہے مٹھائی تقسیم ہوتی ہے مساجد کو سجایا جاتا ہے اور ہندوؤں کے طرز پر سجایا جاتا ہے کہ اس میں ایک چھتر بنایا جاتا ہے، جھالر لٹکائے جاتے ہیں، سڑکوں کو سجایا جاتا ہیں، روشنی کا اسراف ہوتا ہے اور آج کل تو بعض مقامات میں نعوذ باللہ ڈی جے بھی لگایا جارہا ہے، اور بھی جو کچھ ہورہا ہے سب کچھ آپ کی نظروں کے سامنے ہیں،

اور یہ سب کچھ ہورہا ہیں نبی کی محبت کے نام پر، کیا اس کو محبت کہیں گے؟ ہاں محبت تو ہے مگر اپنے نفس کی محبت ہے اگر نبی سے واقعتاً محبت ہوتی تو ان رسومات میں مبتلا نہ ہوتے بلکہ اپنے نبی کی ایک ایک سنت پر عمل پیرا ہوتے زبان سے عشق نبی کا دعوی تو بڑے آسانی سے کرتے ہیں مگر سنت نبی ﷺ اپنانے سے غافل ہے ایسے ایسے اشخاص اس میں شامل ہوتے ہیں جو نماز بھی پڑھتے ہیں تو آٹھ دن میں ایک بار یا سال میں دوبار، داڑھی منڈوانا جن کا فیشن ہوتا ہے، پوڑیا کھانا جن کا مشغلہ ہوتا ہے۔ لیکن پوری پابندی سے میلاد کے موقع پر ریالی میں شامل ہوکر حب رسول کے نعرے لگاتے ہیں، اور صرف ولادت شریفہ کا ذکر کرتے ہیں ان

اقیموا الصلاۃ وآتوا الزکوۃ

نماز قائم کرو زکوۃ ادا کرو

(سورۃ المزمل ٢٠)

لا تقربوا الزنا

زنا کے قریب نہ جاؤ (بنی اسرائیل ۳۱)

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فرجھم

اے نبی مومنوں سے کردیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھے اور اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کریں

(سورۃ المؤمنون ۳۰)

یہ سب کیوں یاد نہیں رہتا؟ یہ بھی تو ذکر رسول ہی ہے۔بس بات یہ ہے کہ ایک جگہ تو کرنے کا کام ہے جو نفس پر گراں گزرتا ہے اور دوسری جگہ کچھ کرنا نہیں پڑتا، یہ کیسی محبت ہے! مشقت کی چیزوں کا تو ذکر نہیں اور جس میں نفس کی خوشی تھی اسی میں سرخرو ہے وگ، جناب اگر محبت رسول اسی کا نام ہے تو ایسی محبت کو سلام ہے، سچی محبت تو وہ ہوتی ہے کہ محب اپنے محبوب کی ہر ادا پر فدا ہو اور اس کا مطیع وفرمانبردار ہو

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شرعی حکم

اب بعض لوگ غلط تصور کرتے ہیں کہ ہم (علماء اہل سنت والجماعت) ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منع کرتے ہیں۔نعوذ باللہ! نفس ذکر میلاد کو کوئی منع نہیں کرتا، بلکہ ذکر ولادت آپ کا مثل ذکر دیگر سیر و حالات کے مندوب ہے۔لیکن اس زمانہ میں مجالس میلاد بہت سے منکرات وممنوعات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(فتاوی محمودیہ ۳/۱۸۱ جدید محقق)

بہ الفاظ دیگر میلاد مروّج وقیام مروّج جو امور محدثہ ممنوعہ کو مشتمل ہے ناجائز اور بدعت ہے

(عزیز الفتاوی، ۱۲۲)

اب کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے دلیل ملاحظہ فرمائیں ارشاد ربانی ہے

ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ

کیا ان کے لیے شرکاء ہیں کہ انھوں نے ان کے لیے دین کی وہ بات مقرر کردی جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی

(سورۃ الشوری ۲۱)

یہ آیت صاف بتلارہی ہے کہ دین کی بات اللہ کی اجازت کے بغیر یعنی دلیل شرعی کے بغیر کسی کو مقرر کرنا

جائز نہیں ہے۔اور عید میلاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین ہی کی بات سمجھ کر بلا دلیل مقرر کر لیا گیا ہے۔۲

الیوم اکملت لکم دینکم

(آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے)

(سورۃ المائدہ ۳۱۔)

اب اس دین میں کمی بیشی کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے

۱)حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے **من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد**

جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی شئ نکالے جو اس میں نہیں ہے تو اس کا رد کرنا واجب ہے

(بخاری ۲٤٩٨)

سطور بالا سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریعتِ اسلامیہ سے کوئی جوڑ نہیں ہے، بلکہ یہ بھی صریح بدعت ہے۔

قومی عصبیت کے ساتھ وحدت اسلامی کا وجود ناممکن

مفتی ندیم علی صاحب قاسمی☆

آج ہم جس دور میں زندگی گزار رہے ہیں یہ دور یعنی زمانۂ جاہلیت کی یاد دلاتا ہے، جہاں ہم سب کو بھائی چارگی سے زندگی گزارنے کا طریقہ اسلام نے سکھایا تھا، لیکن آج ہم فرقہ وقبیلہ کرتے کرتے اس طرح آپس میں بٹ گئے، اور اس بناء پر آپسی اتحاد واتفاق اس طرح پارہ پارہ ہوا کہ آج ہر قوم مسلمانوں کو مذہب اسلام کو دبانے کی ناپاک کوششیں کررہی ہیں، جس عصبیت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو روکا تھا آج اس پر ہر امت عمل کرتی نظر آرہی ہے، حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی موجودگی میں جو خطاب فرمایا جس کو خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بنیادی اصول بیان فرمائے ہیں، جن پر ہمارا دین فائز ہے، اور اس میں ان تمام فتنوں کی نشاندھی کی ہے جن کی بنا پر مسلمان کسی وقت مصیبت میں واقع ہوسکتے ہیں، اس میں بہت ساری عظیم نصیحتیں فرمائی ہیں، چنانچہ فرمایا کہ مجھے تم پر اس بات کا خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد بت پرستی میں مبتلا ہوجاؤں گے، لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں شیطان تمہیں گمراہ کرکے دنیا کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا نہ کردے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے درمیان فتنے پیدا کردے، تم ایک دوسرے کے گلے کاٹتے پھرو، پھر فرمایا کہ خوب اچھی طرح سن لو کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، اور کسی سفید فام کو کسی سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں، اگر فضیلت ہے تو وہ تقوی کی وجہ سے ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام ہے

(بخاری ج ۲ ص ۶۳۲ حدیث نمبر ۴۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں کو خاص کر ایمان والوں کو بھائی چارگی کا درس دیا، اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو باضابطہ طور پر سکھایا کہ جس کو قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا

☆ نرمل تلنگانہ

یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثی وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا

اے لوگوں ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت (آدم وحوا) سے اور ہم نے تمہارے لئے الگ الگ قبائل بنائے تا کہ تمہارا تعارف ہو تم کو پہچانا جا سکے۔

اور آگے اللہ رب العزت نے ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم فرمایا، (بلاشبہ اللہ کے پاس جو معیار ہوگا وہ تقوی کے اعتبار سے ہوگا) اگر تم سمجھتے ہو کہ قبیلے کے اعتبار سے تم کو نوازا جائیگا تو یہ سب سے بڑی بھول ہے، چونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک بزرگی والا وہی ہو سکتا ہے جو تقوی سے بڑا ہوا ہو، اور اللہ ربّ العزت نے ان آیات کے ذریعے قومی عصبیت رکھنے والے لوگوں کے منہ پر زوردار طمانچہ مارا، چونکہ جب مکہ فتح ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ شان سے دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مکۃ المکرمہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو، تا کہ فتح مکہ کے بعد سب سے پہلے جو کلمہ گونجے گا وہ اللہ کی بڑائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہو، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے گئے تو وہ شخص جو اسلام میں داخل نہیں ہوا تھا اس نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ اچھا ہوا میرا باپ یہ منظر دیکھنے سے پہلے ہی دنیا سے چلا گیا، دوسرے شخص نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کوّے کی طرح کالا شخص ہی ملا تھا کہ اسے اذان دینے کا حکم فرمایا، کسی بڑے معزز اور شریف آدمی کو جو خاندانی اعتبار سے معزز ہوتا اس کو اس کام کے لئے منتخب کرتے تو بات ٹھیک تھی، مگر ایک کالے حبشی کو بیت اللہ پر کھڑا کر کے اذان دلوائی، حضرت بلال کے بارے میں یہ اہانت آمیز کلمہ کہا۔ حضرت بلال ایک تو حبشہ کے رہنے والے تھے، دوسرے یہ کہ سیاہ فام تھے، تیسرے یہ کہ یہ پہلے غلام تھے، حضرت ابوبکر نے خرید کر آزاد کر دیا ، اس وجہ سے ان لوگوں کی نگاہ میں ان کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ اس ل ان لوگوں نے یہ فقرہ چست کیا کہ کالے کوّے سے انہوں نے اذان دلوائی ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثی وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت بلال نے کعبہ کی چھت پر اذان دی تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ایک خطبہ دیا، اور اس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ان اللہ قد اذہب عنکم عبیة الجاھلیة (دیکھوں آج اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا یہ فخر و غرور ہمیشہ کے لئے ختم کردیا)

(ابواب المنافقین ۱۳۰۰۵ ترمذی)

چونکہ عرب کا یہ جملہ تھا ہم اتنے معزز ہیں ہم اتنے باعزت ہیں ہم اس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ نے ان سب کو ختم فرمادیا، چونکہ اتحاد کی بنیاد دین پر ہے، مذکورہ آیت مبارکہ میں اللہ نے ایک بہت ہی بنیادی اصول کو بیان فرمایا ہے، وہ یہ کہ وحدت واتحاد دین اور تقوی کی بنیاد پر ہونا چاہیے، سارے انسان برابر ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کلھم بنو آدم وآدم خلق من تراب.

(اللہ نے تمام انسانوں کو آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا) (ترمذی ۳۹۰۰)

البتہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر دو جماعتیں بنائی ہیں

فمنکم کافر ومنکم مومن

(سورۃ التغابن)

ایک مومن کی جماعت ایک کافر کی جماعت، اور جو کافر ہیں، وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں ارشاد خداوندی ہے انما المؤمنون اخوۃ کسی بھی وطن سے تعلق رکھتا ہو، اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد اللہ معانی کی طرف سے اس اصول کے نافذ ہونے کے بعد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اس کو اس طرح جاری فرمایا کہ عربوں کے خاندانوں میں جو پرانے اور قدیم جھگڑے چلے آتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بدولت ختم فرمادیا حتی کہ مدینہ منورہ میں جب نبی کریم صلی اللہ وسلم تشریف لائے تو اوس اور خزرج، دو قبیلے تھے جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علہ سلم نے آکر جب ان کے دلوں کو جوڑا، اور الہ کی نعمت سے سب بھائی بھائی بن گئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت کو ختم کرنے کے لئے جو محنتیں کی اور کوشیں کی تاریخ اس کو بھلا نہیں سکتی چنانچہ ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کتابوں میں کہا یک غزوہ بنوالمصطلق کے نام سے پیش آیا اس غزوہ میں۔ جب اللہ کے نبی صل اللہ علیہ وسلم کو فتح یابی نصیب ہوئی تو اسی جگہ دو شخصوں کا جھگڑا شروع ہوگیا جن میں سے ایک کا تعلق انصار سے تھا دوسرے کا تعلق مہاجرین سے تھا لڑائی اتنی آگے بڑھ گئی کہ دونوں

میں سے ہر ایک نے اپنے قبیلہ والوں کو آواز دی یا الانصار بالماجرین - جب حضور صلی الہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی کے ساتھ تشریف لائے اور دونوں کے درمیان جھگڑا روکا اور ایک خطبہ دیا۔اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ بدبودار نعرہ ہے یہ عصبیت اور تعصب ہے کہ مہاجرین مہاجرین کا ساتھ دے یہ بدبودار طریقہ (اصلاحی خطبات ج ہفتم)

اور چونکہ عصبیت یہ منافقین کی ہی چال ہوسکتی ہے ایمان والے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہیں سکتا۔آج اگر ہم اپنی قوموں پر نظر ڈالیں تو یہ بھاؤ تاؤ والا معاملہ بکثرت نظر آتا ہے۔ہم اپنے سے چھوٹے قبیلے والے سے ملنا نہیں چاہتے۔

نہ ان سے کوئی مشورہ لینا پسند کرتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر بھی عصبیت والے اجزاء پائے جارہے ہیں جس کی وجہ سے اتحاد ملت شیرازہ بکھر رہا ہے۔اور باضابطہ طور پر ہمارے ذہنوں کو خراب کر کے ایک دوسرے سے مخالفت پر آمدہ کیا جارہا ہے اور امت اتحاد و اتفاق کے بجائے منتشر ہوتی جارہی ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے۔واعتصموا بحبل اللہ جمیع ولاتفرقوا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے باندھ لو مضبوطی سے پکڑلو اور تم متفرق نہ ہو جاؤ یہ بھی وہ سبق ہے جو عصبیت سے نکال کر ہم سب مؤمنین کو اتحاد والے پلیٹ فارم پر لاسکتا ہے چونکہ ترک عصبیت ،واتحاد ملت وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے۔اس کے بغیر ہم کبھی کامیابی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔اس لئے کہ ہماری دینی دنیوی،سیاسی،ہر طرح کی کامیابی ترک عصبیت اور وحدت انسانیت واتحاد ملت میں ہی مضمر ہے۔یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علی کے اسباق کو سامنے رکھ کر زندگی گزاریں گے۔ اس نے آکر عصبیت والا مرض انسان کے ایمان کو دیمک کی طرح کھوکلا اور متزلزل کر دیتا ہے۔غرض یہ کہ ہماری ہر طرح کی کامیابی اتحاد ملت میں ہی مضمر و پوشیدہ ہے۔اگر ہم سوچیں گے تو معلوم ہوگا یہ ظالم حکمران کا مسلط کیا جانا ہر طرف مسلمانوں کے ساتھ ناانسافی والا معاملہ کیا جانا یہ سب کچھ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔جس کو قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کہ خشکی اور تری میں فساد کا برپا ہونا یہ سب تمہارے ہاتھوں کا کیا ہوا ہے۔تو آج ہم سب کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم عصبیت سے نکل کر

انما المؤمنون اخوۃ کی حقیقی تصویر پیش کریں گے تو ہوسکتا ہے تو جو حالات ہم پر آئے ہوئے ہیں اس کا ازالہ ہو جائے۔ایک دوسرے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کے بجائے محبت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو المسلم اخوالمسلم کی حقیقی تشریح لوگوں کے سامنے آئے گی اللہ ہم سے کو عصبیت سے نکال کر بھائی چارگی کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

علم وعمل کے پیکر میرے شیخ ومربی حضرت خطیب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی☆

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نبیرہ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت نانوتوی جانشین حضرت حکیم الاسلام میرے شیخ ومربی خطیب الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشہور ماہر اسلامیات، مؤقر مذہبی رہنما اور موجودہ مسلم دنیا کے ایک دانشور اور عبقری شخصیت کے حامل عالم تھے۔ وہ دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم سربراہ اور سرپرست تھے۔ نیز مسلم پرسنل لاء بورڈ کے نائب صدر، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے رکن شوریٰ، مظاہر العلوم وقف سہارنپور کی ایڈوائزری کمیٹی کے صدر، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے صدر اور جامعہ ازہر (قاہرہ) کی فقہ کمیٹی کے ممبر تھے۔ وہ 20 جنوری 2014 کو جوہانسبرگ ساؤتھ افریکہ میں منعقد کانفرنس میں امام محمد قاسم نانوتوی ایوارڈ سے نوازے گئے۔ وہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نبیرہ اور علم وحکمت کے امین تھے۔ وہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے براہ راست فیض یافتہ اور شاگرد تھے۔ وہ مسلک دیوبند کے ترجمان تھے۔ وہ خطابت میں بے مثال تھے اور خطیب الاسلام کے لقب سے مشہور تھے۔ نبیرہ حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ خطیب العصر حضرت مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خطیب الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف وخاکہ پیش کیا ہے۔ جس سے ان کی مکمل تصویر سامنے آتی ہے۔ ”آنکھیں شرافت و پاکیزگی کا آئینہ، چہرہ تدبر وتحمل کا عنوان، پیشانی نور ونکہت سے سجی، دل صداقت اور مروت کا خوگر، دماغ انتقام اور نفرت سے بے داغ، زبان غیبت اور کذب سے محفوظ، مجلس وقار اور ادب کا امتزاج، زندگی کو کسی بھی سمت سے دیکھئے اور کسی بھی معیار پر پرکھئے کھری۔ اجلی، شگفتہ، اور شاداب ایک ہی رنگ، ایک ہی کیفیت، مسموم ہواؤں میں نہ رنگ پھیکا پڑا اور نہ کیفیت میں تبدیلی آئی، نسبی

☆ناظم انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی ٹمل ناڈو وخلیفہ مجاز حضرت خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمۃ اللہ

اور خاندانی شرافتوں نے ان کی ذات میں امان پائی اور روایت ومعاملات نے ان کو اپنا سہارا جانا، بہت سے آئے اور گئے مگر ان کے قد کی برابری کوئی نہ کر سکا، ان کی نسبتیں زندہ ہیں اور ان نسبتوں کو پورے سلیقے، جذبے اور احساس کے زندگی کی دور میں شامل رکھنے کا انہوں نے اہتمام فرمایا، نسبتِ قاسمی ہر شخص کے لئے باعثِ افتخار ہے، اس نسبت کے وہ ماہتاب وتاجدار ہیں اور ان کی مملکت کی حدود دنیا کے ہر ملک کی حدوں سے ملی ہوئی ہیں اور سرحدوں کے اس پار بھی قاسمیت کے آسمان پر ستاروں کی بارات سجی ہے۔'' خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ علماء کے درمیان مقبول تھے۔ ان کا مقام بلند تھا۔ وہ گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ وہ مصنف بھی تھے۔ محدث بھی، مقرر بھی تھے اور علم وحکمت کے راز داں بھی۔ وہ تصوف وسلوک میں اعلیٰ مقام کے حامل بھی تھے اور بڑے عالم اسکالر بھی۔ وہ جہاں علوم قاسمی کے شارح اور ترجمان تھے وہیں فکر نانوتوی کے پاسبان بھی تھے۔ وہ استاذ العلماء تھے۔ اکابر دیوبند کے نور نظر تھے۔ وہ شیخ المنطق والفلسفہ حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الادب اعزاز علی امروہوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وفنون کے امین تھے۔ وہ بہت سے اداروں، تنظیموں کے سربراہ اور مشیر بھی تھے۔ خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمی کمالات اور تصنیفی ذوق وشوق کے بھی حامل تھے۔ وہ بلند حوصلہ اور مثالی کردار رکھتے تھے۔ وہ دیوبندی فکر ونظر، قاسمی علم ومعرفت اور امدادی و نانوتوی مسلک ومشرب کے سچے ترجمان تھے۔ وہ اوصاف مومنانہ اور اخلاق کریمانہ کے نمونہ تھے۔ گفتار کے غازی اور قلندری اوصاف کے حامل تھے۔ خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف وتالیف کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف میں سے مبادی التربیۃ الاسلامی (عربی) جائزہ تراجم قرآنی، تاجدار ارض حرم کا پیغام، مردان غازی، ایک عظیم تاریخی خدمت، سفرنامہ برما، حقیقت معراج اور ''خطبات خطیب الاسلام'' تقاریر کا مجموعہ احقر بندہ ان خطبات کا معاون مرتب ہے۔ حضرت قاری محمد یامین صاحب قاسمی مدظلہم باغپت مقیم حال حیدرآباد اس کے مرتب ہیں۔ ان کے علاوہ علمی اور ادبی موضوعات پر آپ کے بے شمار مقالات ومضامین کو خادم خاص حضرت خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد شاہد صاحب قاسمی نے محفوظ کیا ہوا

ہے جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔ان کی تصانیف، مقالات اور مضامین میں دقت نظر، وسعت معلومات اور مطالعہ کی گہرائی پائی جاتی ہے۔مختلف موضوعات پر خامہ فرسائی ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ان کے قلم میں روانی ،مضامین میں وسعت اور فکر میں گہرائی تھی ۔جس موضوع پر قلم اٹھاتے اس کا حق ادا کر دیتے تھے۔خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمیؒ ایک اچھے استاذ بھی تھے۔انہوں نے 1368ھ/ 1948ء میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی۔فراغت کے بعد ہی دارالعلوم دیوبند میں درس وتدریس کی خدمات کیلئے آپ کی تقرری ہوگئی۔نورالایضاح، ترجمہ قرآن پاک، ہدایہ،شرح عقائد،مشکوۃ شریف،ابوداؤد شریف اور بخاری شریف جیسی اہم کتابیں آپ کے درس میں شامل رہیں۔1981ء تک درس وتدریس میں مصروف رہے۔شرح عقائد کا درس بہت مقبول رہا۔ دارالعلوم وقف دیوبند کے قیام کے بعد بخاری شریف کے درس کے ذریعہ آپ طلبہ کی علمی تشنگی کو بجھاتے رہے۔اساتذہ دارالعلوم دیوبند میں مقبول رہے اور دارالعلوم وقف دیوبند کے ذریعہ مزید طلبہ کو مستفیض فرماتے رہے اور یہ سلسلہ تاحیات جاری رہا۔خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ ایک بے مثال خطیب تھے۔ ہندوستان کا گوشہ گوشہ ان کی خطابت کا شاہد ہے۔وہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے۔جو خطابت میں ایک انفرادی شان رکھتے تھے۔حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فن وراثت میں پایا تھا۔اس طرح ان کی تقریر میں بھی وہی حکمت،وہی چاشنی،وہی لب ولہجہ تھا جو حکیم الاسلام حضرت قاری صاحب کی تقریر کی شان تھی۔ان کی تقریر حکمت سے لبریز ہوتی تھی۔انہیں بات میں بات پیدا کرنے کا ہنر آتا تھا۔وہ موتیوں کی تلاش کا فن جانتے تھے۔دنیا کے ہر ممالک میں ان کی خطابت کا چرچہ عام رہا۔وہ اپنے مخصوص انداز بیان کی بنیاد پر دیوبند کی آبرو بھی تھے۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی خلیق اور باوقار تھے۔چہرہ سے تدبر اور تحمل جھلکتا تھا۔پیشانی سے جمال ٹپکتا تھا۔اس طرح وہ ایک مکمل انسان تھے۔ آپ کی تقریر میں علم وحکمت کی باتیں، زبان وبیان کی لذت،علمی شوکت اور الفاظ کا مناسب انتخاب ہوتا تھا۔ساتھ ہی روانی اور سلاست بھی۔تقریر کے دوران پورا مجمع خاموش اور ہمہ تن گوش رہا۔زبان کی شیرینی، الفاظ کے دروبست اور علم وحکمت کی باتیں اس طرح بیان ہو رہی تھیں جیسے موسلہ دھار بارش ہو رہی ہو۔جس سے

ہر ایک نے اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق فائدہ حاصل کیا۔ ہماری ترتیب کردہ خطبات خطیب الاسلامؒ کے مطالعہ سے بھی یہی حقیقت سامنے آئی گی۔ علم وحکمت کی باتیں اور نادر موضوعات پر گفتگو ان کی تقریر کا خاصہ تھا۔ علمی موضوعات پر گفتگو کرتے تو اعلیٰ معیاری زبان استعمال کرتے۔ ایسا محسوس ہوتا کہ معیاری الفاظ ان کے نوک زبان پر کھیل رہے ہیں۔ خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 22 جمادی الثانی 1344ھ / 8 جنوری 1926ء کو دیوبند میں ہوئی۔ ابتدائی درجہ سے انتہائی درجہ تک کی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی۔ ناظرہ وحفظ پیر جی شریف حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مکمل کیا۔ فارسی کی کتابیں مولانا عاقل رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظہیر رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور دورۂ حدیث کی کتابیں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا اعزاز علی امروہوی صاحب رحمۃ اللہ حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم سے مکمل کیں۔ 1367ھ / 1948ء میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی۔ 14 اپریل 2018 کو آپ کی وفات ہوئی اور مقبرہ قاسمی میں آپ کے پردادا جان بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پہلو میں ہمیشہ کے لیے آشودہ خواب ہو گئے۔ رحمۃ اللہ واسعۃ اللہ تعالی میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے آمین یارب العالمین

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے تجدیدی کارنامے

محمد مدثر صالحی

ولادت:

آپؒ کی ولادت پنجاب کے مشہور شہر سرہند میں 14 شوال 971ھ (1563ء) بروز جمعہ ہوئی۔

نام ونسب:

آپؒ کا نام شیخ احمد اور آپؒ کے والد ماجد کا نام خواجہ عبد الاحد تھا (وفات: 17 رجب 1007ھ اسی سال کی عمر میں وفات پائی)۔آپؒ حضرت عمر بن خطابؓ کی نسل سے تھے۔

زمانہ طفولیت:

ایک دفعہ شیر خوارگی کے زمانہ میں آپ علیل ہو گئے، آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ کمال کیتھلی کو آپ کے اوپر دم کرانے کی غرض سے بلا کر لائے، انہوں نے آپ کو ملاحظہ کیا، اور جوش میں آ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسکی عمر دراز کرے، یہ عالم باعمل اور عارف کامل ہوگا، آپ اور مجھ جیسے بہت سے بزرگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ بعد ازاں شاہ صاحب نے اپنی زبان آپ کے منہ میں رکھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا، جب چھوڑی، تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس نے تمام قادریہ نعمت ہم سے لیلی حضرت شاہ کمال نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرقہ کو جو بطور امانت اُن کے پاس موجود تھا، اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا اور وصیت کی کہ عنقریب اس فرقہ کا مالک ظاہر ہوگا، اور یہ فرقہ اُس کے حوالے کر دینا، یہ وصیت کر کے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف اشارہ کیا حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی عمر ابھی سات سال کی تھی کہ شاہ کمالؒ اس دار فانی سے رحلت فرما کر دار ابدی کیجانب کوچ کر گئے۔

(سیرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ از علامہ ابو البیان محمد داؤد پسروری ص 57)

تعلیم:

آپ نے اکثر کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور کچھ سرہند کے دوسرے علماء سے، آپ کا حافظہ بہت قوی اور ذہن بہت تیز تھا تھوڑے ہی زمانہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا، مولانا کمال کشمیری سے اس وقت کے رائج نصاب کی اعلیٰ کتابیں پڑھیں، حدیث کی بعض کتابیں شیخ یعقوب صرفی کشمیری سے پڑھیں، سترہ برس کی عمر میں تمام علوم سے فارغ

ہوگئے اور فراغت کرکے درس وتدریس میں مشغول ہ گئےتھوڑے زمانہ تک درس دیا اس کے بعد آگرہ تشریف لے گئے اور ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات کی، دونوں نے آپ کی علمیت اور قابلیت کا اعتراف کیا۔

(حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ از مولانا سید محمد ثانی حسنی ص 12)

بیعت وسلوک:

آپؒ اپنے والد ماجدؒ سے بیعت ہوئے اور خلافت ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کے مشہور ومعروف بزرگ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ سے ملی اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے بھی سے بھی رجوع کیا اور ان سے بھی خلافت نصیب ہوئی۔

نکاح:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ اکبر آباد سے واپس آرہے تھے، تو راستے میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گذر ہوا، وہاں کے رئیس شیخ سلطان تھے، یہ بادشاہ کے بڑے مقرب اور اُس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے حاکم مقرر تھے۔ شیخ سلطان نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی الہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ اے سلطان! اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سے کردے، جب وہ بیدار ہوئے، تو حیران رہ گئے، کہ وہ شیخ احمد کون ہیں؟ العرض سلطان نے ایسے شخص کی تلاش کی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بھی اُن دنوں تھانیسر میں تھے، شیخ سلطان نے جب معلوم کیا تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس بات کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں، اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں، تو مجھے بھی منظور ہے، حضرت مخدوم نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا، چنانچہ انہی ایام میں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرکے اُسے اپنے وطن مالوف میں لے آئے۔ اس شادی کے بعد آپ کے پاس مال و دولت بکثرت ہوگیا، اپنے والد بزرگوار کی حویلی کے علاوہ اپنے ایک نئی حویلی بنوائی، اور اُس کے قریب ہی ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔

(سیرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ از علامہ ابوالبیان محمد داؤد پسروری ص 63)

اتباع سنت:

اتباع سنت میں آپؒ اپنی مثال آپ تھے کبھی بھی کوئی کام خلاف سنت نہیں کرتے تھے ترک سنت تو درکنار مستحبات میں بھی غایت درجہ التزام تھا۔۔ یہاں پر چند واقعات کا ذکر ہے جس سے آپ کو خود اندازہ ہوگا کہ آپؒ سنت ومستحبات کی پابندی کیسے کرتے تھے۔ (ا) فرمایا کہ ایک بار بیت الخلا جاتے وقت دایاں پیر پہلے رکھ دیا تھا اسروز بہت سے فیض کا

دروازہ بند ہو گیا۔

(۲) ایک مرتبہ کسی خادم سے فرمایا کہ فلاں جگہ لونگیں رکھی ہیں کچھ دانے لے آؤ وہ صاحب چھ دانے لے کر آئے اتنی سی بات میں ترک سنت گوارہ نہ ہوئی اور فرمایا کہ عدد طاق سنت ہے **ان اللہ وتر و یحب الوتر۔**

(۳)۔فرمایا کہ مجھے مستحب کا اتنا خیال ہے کہ منہ دھوتے وقت اس کا خیال رکھتا ہوں کہ پہلے داہنے رخسار پر پانی پڑے۔

(حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ص16)

معمولات زندگی:

گرمی ہو یا سردی حضرت کا سفر و حضر میں معمول یہ تھا کہ اکثر رات کو نصف اخیر میں اور کبھی اخیر میں بستر سے اٹھ جاتے حدیث میں جو دعائیں اس وقت کے لئے آئی ہیں پڑھتے ، وضو بڑے اہتمام سے کرتے ،مسواک کی بڑی پابندی کرتے ، ماثورہ دعائیں پڑھتے ، پھر نوافل ادا کرتے ،نوافل کے بعد مراقبہ کرتے فجر سے کچھ پہلے سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے ایک نیند لیتے اور صبح صادق سے قبل بیدار ہو جاتے ،تازہ وضو کرتے فجر کی سنت گھر ہی پر ادا کرتے ،فجر کی نماز آخر غلس (اندھیرے)اور اول اسفار (روشنی) میں پڑھتے اس کے بعد حلقہ فرماتے پھر اشراق کی طویل نماز ادا کرتے اور تسبیحات اور ادعیہ ماثورہ سے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے اور اہل و عیال کی خبر گیری کرتے۔غیبت اور مسلمانوں کی عیب جوئی سے سخت احتراز تھا،اور دوسرے بھی آپ کے سامنے غیبت نہ کر سکتے تھے،کھانا بہت کم کھاتے دوپہر کے کھانے کے بعد سنت پر عمل کرتے ہوئے قیلولہ کرتے ظہر کی نماز اول وقت پڑھتے ، پھر قرآن مجید سنتے عصر کی نماز مثلین ہو جاتے ہی پڑھتے پھر حاضرین کو توجہ دیتے،مغرب کی نماز کے بعد اوابین ادا کرتے کبھی چار رکعت کبھی چھ رکعات ،عشاء اول وقت ادا کرتے ، رمضان المبارک کے آخر عشرہ کا اعتکاف کرتے نماز میں تمام سنتوں اور آداب کا لحاظ رکھتے ، ہر کام میں سنت نبوی کو پیش نظر رکھتے ، بدعات سے نفرت کرتے ، بیماروں کی عیادت اور مزاج پرسی کرتے اور اس موقع کی دعائیں پڑھتے قبروں کی زیارت کے لیے بھی جاتے ، طالبان علم کو حدیث و فقہ اور علم کلام کا درس دیتے۔رمضان المبارک کا بڑا اہتمام کرتے ، تین قرآن مجید ختم کرتے ، خود بھی حافظ قرآن تھے،زکوۃ کی ادائیگی کا طریقہ یہ تھا کہ مال آتے ہی سال گذرنے کا انتظار نہ کر کے حساب کر کے ادا کر دیتے۔اخلاق و تواضع اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت ،رضا و تسلیم کی عادت کمال کے درجہ کو پہونچی ہوئی تھی تکلیفوں پر کبھی شکایت کا لفظ بھی زبان پر نہیں آتا ،سلام میں ہمیشہ سبقت کرتے کسی کے انتقال کی خبر سنتے تو انا للہ پڑھتے اور نماز جنازہ میں شرکت کرتے دعا اور ایصال ثواب فرماتے۔ (ایضاص30)

وفات:

آپؒ 29 صفرالمظفر 1034ھ بروز بدھ بوقت اشراق 63 سال کی عمر میں اس دارفانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔۔آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند بزرگ خواجہ محمد سعیدؒ نے پڑھائی اور حضرت خواجہ محمد صادقؒ کی قبر سے مغرب کی جانب آپ کو دفن کر دیا گیا۔۔حلیہ مبارک: قد مبارک متوسط تھا چہرہ انور کا رنگ گندم گوں مائل بسفید کی بیان کیا گیا ہے پیشانی کشادہ تھی۔داڑھی گھنی تھی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔صورت اقدس پر انوار ولائیت نمایاں تھے۔ملاحت کے ساتھ ساتھ رعب و دبدبہ بہت تھا۔

(تذکرہ مجدد الف ثانیؒ ص229)

اولاد:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں

صاحبزادے:

صاحبزادوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ
(۲) حضرا جہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ
(۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ
(۴) حضرت خواجہ محمد یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ
(۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
(۶) حضرت خواجہ محمد فرخ رحمتہ اللہ علیہ
(۷) حضرت خواجہ محمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ

ان حضرات میں سے صرف چار صاحب اولاد تھے اور باقی تین یعنی حضرت خواجہ محمد عیسیٰ، حضرت خواجہ محمد فرخ" اور حضرت خواجہ محمد اشرف طفولیت کے زمانہ میں ہی اس جہاں سے رحلت فرما گئے تھے۔

صاحبزادیاں:

صاحبزادیوں کی تفصیل یہ ہے

(۱) بی بی رقیہ بانو
(۲) بی بی خدیجہ بانو
(۳) بی بی ام کلثوم

بی بی خدیجہ بانو صاحب اولاد تھیں، اور باقی دو تو بچپن کے زمانہ میں ہی انتقال کر گئی تھیں۔ (ایضاً ص200)

حلیہ مبارک:

قد مبارک متوسط تھا چہرہ انور کا رنگ گندم گوں مائل بسفید کی بیان کیا گیا ہے پیشانی کشادہ تھی۔ داڑھی گھنی تھی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ صورت اقدس پر انوار ولائیت نمایاں تھے۔ ملاحت کے ساتھ ساتھ رعب و دبدبہ بہت تھا۔

(تذکرہ مجدد الف ثانیؒ ص229)

مشاہیر خلفاء:

(۱) حضرت خواجہ مہر محمد نعمانؒ
(۲) شیخ طاہر لاہوری۔
(۳) شیخ بدیع الدین
(۴) شیخ نور محمد پٹنی۔
(۵) شیخ حمید بنگالی
(٦) شیخ مزمل۔
(۷) شیخ طاہر بدخشی
(۸) مولانا یوسف سمرقندی۔
(۹) مولانا احمد برکی
(۱۰) مولانا حسن برکی
(۱۱) مولانا صالح
(۱۲) مولانا محمد صدیق کشمی
(۱۳) حضرت عبدالحیَّ
(۱۴) مولانا یار محمد القدیم الطالقانی۔
(۱۵) مولانا یار محمد جدید بدخشی
(۱٦) شیخ بدر الدین سرہندی۔
(۱۷) مولا نا قاسم علی
(۱۸) مولانا شیخ عبدالہادی بدایونی
(۱۹) شیخ یوسف برکی
(۲۰) سید محب اللہ مانکپوری
(۲۱) حاجی خضر افغان
(۲۲) شیخ احمد
(۲۳) شیخ کریم الدین حسن ابدالی
(۲۴) مولانا عبدالواحد لاہوری
(۲۵) مولانا امان اللہ لاہوری
(۲٦) شیخ محمد حرری
(۲۷) شیخ داؤد سالکی
(۲۸) شیخ سلیم نوری
(۲۹) شیخ نور محمد بہاری
(۳۰) صوفی قربان قدیم
(۳۱) مولانا صادق کابلی
(۳۳) مولانا محمد ہاشم خادم
(۳٤) صوفی قربان جدید
(۳۵) مولانا سید باقر سارنگپوری

(۳۶) مولانا فرخ حسین (۳۷) مولانا ظفر احمد رومی

(۳۸) مولانا حمید احمدی (۳۹) حاجی حسین

(۴۰) شیخ عبدالرحیم برکیؒ۔

(سیرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ از علامہ ابوالبیان محمود داؤد پسروری ص 246)

تصانیف:

(۱) رسالہ رد شیعہ (۲) اثبات النبوۃ (۳) رسالہ معارف لدنیہ۔

(۴) تعلیقات عوارف (۵) رسالہ مبدو معاد (۶) رسالہ تہلیلیہ۔

(۷) شرح رباعیات (۸) رسالہ آداب مریدین (۹) رسالہ مکاشفات غیبیہ۔

(۱۰) رسالہ حالات خواجگان نقشبند (۱۱) رسالہ علم حدیث (۱۲) مکتوبات شریف۔

(ایضاً ص 194)

حضرت مجددؒ کا اصل تجدیدی کارنامہ

حضرت مجدد الف ثانی کے ذریعہ اسلام کی حفاظت وتقویت کا عظیم الشان کام انجام پایا جس کی مثال اس سے قبل نہیں ملتی۔ یہ کام کیا تھا اسلامی روح اور فکر کی تازگی، وقت کے سنگین فتنوں کا سدباب نبوت محمدی ﷺ اور شریعت کی صداقت اور ابدیت پر اعتقاد واعتماد بحال کرنا، خدارسی اور حقیقت کی تلاش کی ایسی کوششوں کی بیخ کنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع سے بے نیاز ہو، فلسفہ وحدۃ الوجود کی نقاب کشائی جو اپنے غلو، مبالغہ اور اشاعت ومقبولیت کے نقطہ عروج پر پہونچ چکا تھا اور جس سے مسلمہ اسلامی عقاید اور اعمال میں تزلزل پیدا ہو رہا تھا، بدعات وخرافات کی کھلی تردید اور مخالفت اور آخر کار ہندوستان میں ایسا دینی انقلاب لانے کی کامیاب کوشش جس کے نتیجہ میں اکبر کے تخت پر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر جیسا خادم اسلام متمکن ہوتا ہے اور دوسری طرف حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے خلفاء اور شاگردوں کا وہ سنہرا سلسلہ وجود میں آتا ہے جس نے پورے علاقہ میں دینی، روحانی اور علمی انقلاب پیدا کر دیا، اور کتاب وسنت کی اشاعت، درس وتدریس مدارس کے قیام، تربیت باطنی، اصلاح عقاید ورسوم کا عظیم الشان کام انجام دیا اور پھر تحریک جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کے ذریعہ ایمان کی باد بہاری چلا دی۔ حقیقت میں حضرت مجدد کا اصل کارنامہ اپنا مہ اور ان کی تجدید کا سرچشمہ ہے نبوت محمدی اور اس کی ابدیت وضرورت پر امت مسلمہ میں اعتقاد بحال کرنے اور مستحکم کرنے کا انقلابی کارنامہ، اس

تجدیدی اقدام سے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے ان فتنوں کا سد باب ہوتا ہے جو پورے اسلامی نظام کو نگل جانے کی تیاری میں تھے، ان میں ایرانی نقطوی تحریک شامل تھی جس نے اسلام کے خلاف اعلانیہ بغاوت کی تھی کہ اب نبوت محمدی کا ہزار سالہ دور ختم ہوا اور اکبر کے دین اکبری کا فتنہ تھا جو دراصل نئے دین وشریعت تیار کرنے اور نبوت وشریعت محمدی کی جگہ لینے کا دعویدار تھا، اس کے علاوہ دینی زندگی، اعمال وعبادات میں وہ بدعات وخرافات شامل ہوگئی تھیں جنھوں نے ایک نئی شریعت تیار کردی تھی

اس کے ساتھ وحدۃ الوجود کا فلسفہ پورے زور وشور سے رائج ہوگیا تھا اور اسی کو اصل دین سمجھ لیا گیا تھا، اس کے نتیجہ میں شریعت اسلامی پر عمل میں ضعف پیدا ہوتا جارہا تھا اور الحاد، بے دینی، اباحیت کی راہیں کھلتی جاتی تھیں، اسلام سے دوری اور دوسرے مقامی مذاہب سے تعلق بڑھتا جاتا تھا جو کہ دین وشریعت کے لیے زہر ہلاہل کا کام کررہا تھا۔ ان سب کے ساتھ ساتھ ایران کے سیاسی اثرات کی وجہ سے شیعیت معاشرہ کے اندر داخل ہوتی جارہی تھی، جس کے بنیادی عقاید میں امامت کا عقیدہ بھی ہے جو اپنے امام کو نبی کا ہمسر اور مساوی بلکہ بعض حیثیتوں سے بڑھا دیتی ہے اور صحابہ کرام کے متعلق اس کی رائے ایسی ہے جس سے نبوت کی تاثیر صحبت، انقلاب انگیزی اور کیمیا اثری پر دھبا آتا ہے، اس فرقہ امامیہ کے اثرات ہے اس ملک کی مسلم اکثریت جو سنی العقیدہ تھی متاثر ہورہی تھی اور اس کے رسوم و مذہبی عقاید کا شکار ہورہی تھی سنت و بدعت، شریعت و فلسفہ اور تصوف اور جوگ کے اس اختلاط کے زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی کا تجدیدی کام شروع ہوا اور اس نازک دور میں کہ جب ہندوستان میں مسلم بادشاہوں کے ہاتھوں اسلام کی بیخ کنی اور خانقاہوں میں سنت کی ناقدری کی جارہی تھی اور صاف صاف کہا جارہا تھا کہ طریقت اور شریعت دو الگ الگ کوچے ہیں، حضرت مجدد نے پوری قوت سے آواز لگائی کہ طریقت شریعت کی تابع اور خادم ہے اتباع سنت میں قیلولہ شب بیداری سے افضل ہے، مشرکانہ رسوم کے خلاف حضرت مجدد نے بہت قوت کے ساتھ آواز بلند کی، غیر مسلموں کے تہواروں کی تعظیم کو بھی انہوں نے شرک مستلزم قرار دیا، غیر اللہ سے مدد مانگنا اور ضرورتوں کو پورا کرنے والا سمجھنے کو عین شرک بتایا ایک جگہ آپ نے فرمایا: پورے عزم و ہمت کے ساتھ اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ سنتوں میں سے کسی سنت کو رواج دیا جائے اور بدعتوں میں سے کسی بدعت کا ازالہ کیا جائے یہ کام ہر وقت ضروری تھا لیکن ضعف اسلام کے زمانہ میں اور بھی ضروری ہے۔

(۱) ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے دین کی اشاعت کے لئے اپنے خلفاء کو مختلف ممالک اور علاقوں میں روانہ کیا تاکہ دین کی سربلندی ہو اور اصلاح اعمال وعقاید ہو، آپ نے مولانا محمد قاسم کے ساتھ ستر خلفاء کو ترکستان روانہ کیا، چالیس حضرات کو مولانا فرخ حسین کی امارت میں عرب، یمن شام اور روم کی طرف بھیجا، دس تربیت یافتہ افراد کاشغر اور بیس خلفاء

شیخ احمد برکی کے ساتھ توران، بدخشاں اور خراسان بھیجے گئے اسی طرح ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اپنے خلفاء اور علماء روانہ کیے جنھوں نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اصلاح عقاید و اعمال کی اور خدا کے بندوں نے بڑی تعداد میں ان سے استفادہ کیا ان پاک نفس اشخاص میں میر محمد نعمان کو دکن، شیخ بدیع الدین سہارنپوری کو لشکر شاہی میں، شیخ حمید بنگالی کو بنگال، شیخ نور محمد پٹی کو پٹنہ، شیخ طاہر بدخشی کو جونپور، شیخ عبدالحی کو جو اصفہان کے تھے پٹنہ، سید قطب اللہ مانکپوری کو مانک پور اور الہ آباد روانہ کیا جہاں ان سے بڑا فائدہ پہنچا، سنت وشریعت کی باد بہاری چلی بدعات اور شرک پر خزاں آ گئی، ان پاک نفس علماء ومشائخ کی کوششوں سے یہ تمام علاقے شرک، جاہلیت اور بدعات سے پاک ہو گئے جس کے اثرات آج بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں۔

(حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ از مولانا سید محمد ثانی حسنی ص 26)

اسی کو علی میاں ندوی رحمہ اللہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ:

لیکن حقیقت میں ان کا اصل کارنامہ جس کے جلو میں ان کے سارے تجدیدی کارنامے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، اوران کی تجدید کا اصل سرچشمہ جس سے ان کی تمام انقلابی واصلاحی کاموں کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دریا بن کر سارے عالم اسلام میں رواں دواں ہو جاتے ہیں وہ نبوت محمدی اوراس کی ابدیت وضرورت پر امت میں اعتقاد واعتماد بحال کرنے اور مستحکم کرنے کا وہ تجدیدی وانقلابی کارنامہ ہے جو ان سے پہلے اس تفصیل و وضاحت وقوت کے ساتھ ہمارے علم میں کسی مجدد نے انجام نہیں دیا، شاید یہ اس لئے بھی کہ اس کے زمانہ میں اس کی ضرورت پیش نہیں آئی، اوراس کے خلاف کوئی منظم تحریک یا فلسفہ سامنے نہیں آیا تھا۔ اس تجدیدی اقدام سے ان تمام فتنوں کا سدباب ہوتا ہے جو اس وقت عالم اسلام میں منہ پھیلائے ہوئے اسلام کے شجرہ طیبہ اوراس کے پورے اعتقادی، فکری اور روحانی نظام کو نگل لینے کے لئے تیار تھے ان میں ایران کی وہ نقطوی تحریک اوراس کے پیرو بھی شامل ہیں جنھوں نے نبوت محمدی اوراس کے بقاودوام کے خلاف کھلے طریقہ پر علم بغاوت بلند کیا تھا، اوراعلان کیا تھا کہ نبوت محمد کا ایک ہزار سالہ دور ختم ہوا، اوراب دینی رہنمائی اور زندگی کی تشکیل جدید اور آئین سازی کا وہ دور شروع ہونے جا رہا ہے جس کی اساس عقلیت وفلسفہ پر ہوگی جس کی قیادت محمود پسیخوانی اوراس کی جماعت کے ہاتھ میں اورجس کا مرکز ایران وہندوستان ہوگا ان فتنوں میں اکبر کا دین اکبری اور آئین جدید بھی شامل ہے، جو ہندوستان میں نبوت وشریعت محمدی کی جگہ لینے اوراس کا بدل بننے کا مدعی تھا، دینی زندگی، اعمال وعبادات اور معاشرہ وتمدن کی وہ دینی بدعات بھی داخل ہیں جو ایک متوازی شریعت بنتی جا رہی تھیں، اورجن کی ایک مستقل فقہ مدون ہو رہی تھی، اوروہ بھی درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے لئے ایک چیلنج اور منصب تشریع کی مدعی تھی

اس سلسلہ میں وحدۃ الوجود کا فلسفہ بھی آتا ہے جو اپنے داعیوں اور علمبرداروں کے بقول کشفی حقائق پر مبنی تھا، اور جس کے متعلق اس کے خالی معتقدین بھی اس بات کے مدعی نہیں ہیں کہ خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی بالا علان تبلیغ کی اور آپ نے صحابہ کرام کو اور صحابہ کرام نے اپنے بعد کے لوگوں کو اس کی دعوت دی، یہ فلسفہ اور دعوت بھی نبوت کی پیش کی ہوئی دعوت، اس کی واضح تعلیمات اور اس کے مقاصد کا (دانستہ یا نادانستہ طریقے پر) حریف بنتی جارہی تھی اور اس کو جس قدر کامیابی حاصل ہوتی تھی اور اس کی جڑیں دل و دماغ اور اسلامی معاشرہ میں پیوست ہوتی جاتی تھیں، احکام شریعت پر عمل کرنے، اسلام کے واحد دین حق اور ذریعہ نجات ہونے کے عقیدہ میں ضعت پیدا ہوتا اور الحاد وزندقہ حرمیت واباحیت تعطل و بے عمل کے لئے راہیں کھلتی تھیں، خواہ اس کے محتاط و متقی قائل صوفیہ و مشائخ خود شریعت کے کتنے ہی پابند اور اس کا کتنا ہی احترام کرتے ہوں، اور اس طرز عمل کے کتنے ہی مخالف ہوں۔ اس ضمن میں فرقہ امامیہ کا گروہ بھی آتا ہے جس کے اساسی عقائد میں امامت کا عقید بھی ہے، اور جو نام کی ایسی تعریف کرتا ہے اور اس کے ایسے صفات وخصوصیات بیان کرتا ہے جو اس کو قریب قریب نبی کا ہمسر و مساوی بنادیتی ہیں، اسی طرح صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کے متعلق ایسی رائے رکھتا ہے جس سے ذات نبوی کی تاثیر صحبت اس کی انقلاب انگیزی اور کیمیا اثری پر دھبہ آتا ہے، اور جو ھُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِيِّنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكُتُبَ والحكمة کے منافی ہے، اس فرقہ کے اثرات مختلف سیاسی وعلمی وجوہ سے ہندوستان میں تیزی سے پھیل رہے تھے، اور مسلم معاشرہ (جس کی اکثریت سنی العقیدہ تھی) اس کے عقائد تصورات افکار وخیالات اور رسوم وعادات سے "گہرے طریقہ پر متاثر ہورہا تھا۔ اس طرح انھوں نے نبوت محمدی پر ایمان واعتماد کی تجدید کی شاہ کلید سے وہ سارے بھاری اور پیچیدہ قفل کھول دیئے جو یونانی ایرانی فلسفہ اور مصری و ہندستانی اشراقیت نے ایجاد کئے تھے، ایک تیر سے ان سب فتنوں کو شکار کیا، جن کا مسلمانوں کا ذہین طبقہ نشانہ بنا ہوا تھا۔

(تاریخ دعوت وعزیمت ج ۴ ص ۱۹۵)

اسی مضمون کا نقشہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کچھ اس طرح کھینچا ہے کہ: ہمایوں کے بعد جب اکبر تخت سلطنت پر بیٹھا تو زندیقیت اختیار کی۔ اور جہالت وگمراہی کے پھریرے اُڑنے لگے۔ ہر طرف سے مختلف ملتوں اور باطل مذہبوں کے لوگ دوڑ پڑے اور عظیم فتنے پیدا ہوگئے۔ درباری آداب سجدہ تھا۔ درباریوں کی زبان پر جل جلالہ اکبر شانہ کے نغمے تھے۔ ہندو گردی - روافض کا زور مسجدیں ویران - الہی مذہب، کا رواج تھا۔ اور ہندو مذہب کی رعایت اتنی کہ ابوالفضل جو بادشاہ کا وزیر تھا ایک کتاب بادشاہ کے پاس لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کے عمل کے لیے فرشتہ ابھی آسمان سے لیکر اترا ہے۔ جس میں ایک ٹکڑا یہ بھی تھا۔ **یا ایھا البشر لا نذبح البقر وان تذبح البقر فماداك السقر۔** دبستان مذاہب میں الہی مذہب

کی پوری تفصیل موجود ہے۔شیخ عبدالنبی گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے علی الاعلان اکبر کا خلاف کیا جس کے صلہ میں اکبر نے ان کو قتل کردیا وہ اکبر کو اکفر بھی فرماتے تھے:۔منهم الشيخ عبد النبي الذي جاهر اكبر بالانكار فقتله وهو مصنف سنن الهدى الخ (شرح رسالہ)۔جہانگیر ماجن شرابی تھا۔دیانتیں ضائع کردی گئیں ہندوں اور رافضیوں نے سر اٹھایا اور ہیبت ناک فتنے پیدا ہوگئے۔ایسے زمانہ میں احکام اسلامیہ کی کیا قدرو منزلیت اوران پر کس طرح عمل ہوتا ہوگا۔اس کا علم خدا ہی کو ہے انفرادی اور شخصی طاقتیں بادشاہی اور قہرمانی قوتوں کے سامنے عاجز تھیں۔ہندوستان کو اس وقت خدائی نصرت و امداد کی سخت ضرورت تھی۔بجز غیبی امداد کے اور کوئی شے اس وقت نافع نہ تھی۔دنیا کو ایک ایسے مجدد دین کی ضرورت تھی جو سلطنت وحکومت کے الحاد زندقہ کو شکست فاش دیکر قانون ربانی اور احکام شرعیہ کی حکومت قائم کردے اور دنیا کی کایا پلٹ دے جس کے دل میں اسلامی درد تھا۔اس کی تڑپ تھی وہ ایسے ہی با خدا اور جرات و ہمت والے کا منتظر اور اس کے لیے چشم براہ تھا۔آخر غیرت خداوندی بتاریخ ٤ شوال المکرم ۹۷۱ھ جمعہ کے دن اس شخص کو شہر سرہند میں پیدا کردیا،جس سے آ گئے چل کر تجدید اسلام کا کام لینا تھا۔جن کا نام نامی امام ربانی مجدد الف ثانی بدرالدین ابوالبرکات شیخ احمد بن عبدالاحمد عمری فاروقی سرہندی ہے قدرت کے کرشموں کے علل وحکم کی تہ تک کسی کو رسائی نہیں ہوسکتی اور اس کے رموز کو کوئی معلوم نہیں کرسکتا۔اتفاق وقت کیا عجیب ہے۔کہ جس طرح اکبری و جہانگیری دور میں مصائب وفتن مظلمہ کا جوش وخروش تھا۔الحادو زندقہ کی گرم بازاری تھی۔مشرکین اور روافض کے رسوم وبدعات کا دور دورہ تھا۔جس کا عشر عشیر بھی زمانہ سابق میں نہ تھا۔اسی طرح دونوں عہدوں میں اولیاء کرام اور علماء ربانی کا اجتماع کبھی ایسا تھا۔کہ اس سے قبل اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(تذکرہ مجدد الف ثانی ص295)

مآخذومراجع

سیرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ — ازحضرت علامہ ابوالبیان محمد داؤد پسروری
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ — ازحضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ
تذکرہ مجدد الف ثانیؒ — ازحضرت مولانا منظور نعمانیؒ
تاریخ دعوت وعزیمت — ازحضرت مولانا علی میاں ندویؒ

افادات حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

☆از مولوی محمد ابو بکر صدیق میوات

الحَمدُلله نحمده و نَستَعِينُهُ وَنَستَغفِرُهُ وَنُؤمِنُ بِهِ وَنَتَوكَّلُ عَلَيهِ وَنَعُوذُ باللَّهِ مِنْ شُرُورِ أنفسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اعمَالِنَا مَن يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَن يُضلِلهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشهَدُ أن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشهَدُ أَنَّ ندنَا وَمَولَانَا مُحَمَّداً عَبدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيهِ وَعلَى الِهِ وَأَصحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسلِيماً كَثِيراً كَثِيراً. امابعد

أعُوذُ بالله مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيم.

بسم الله الرَّحمَنِ الرَّحِيمِ.

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً. وقال تعالى: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوبَةً نَصُوحاً۔

امام نووی رحمۃ اللہ اس میں توبہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ انسان پر گناہ سے توبہ کرنا واُگناہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے: ان کو بجا نہ لانا، اور جن چیزوں سے منع فرما رکھا ہے؛ ان کو کرلینا، یہ دونوں چیزیں گناہ کے اندر شمار ہوتی ہیں

پورے عالم میں فساد کی وجہ گناہ

ان گناہوں ہی کی وجہ سے پورے عالم کے اندر فساد اور ابتری پھیلی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کرام کا جو سلسلہ جاری فرمایا اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ لوگوں کو ان چیزوں سے واقف کیا جائے جن میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہوتی ہے اور ان کو اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے آمادہ کیا جائے، اکسایا جائے۔ اور ان چیزوں سے بھی واقف کیا جائے جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی ہوتی ہے اور ان سے ان کو روکا جائے۔ قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے اگلی امتوں کے واقعات اور ان کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو جو سزائیں دی گئیں؛ ان کا تفصیل سے ذکر کیا ہے

☆متعلم دارالعلوم وقف دیوبند

معلم الملائکہ سے شیطان لعین تک

ابلیس لعین کا ایک وقت وہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کثرت عبادت کے نتیجے میں اس کو اللہ کا اتنا زیادہ قرب اور نزدیکی حاصل تھی کہ فرشتوں کا استاذ اور ان کا سردار بنایا گیا تھا لیکن جب اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مردود کر کے راندہ درگاہ بنا کر آسمان سے زمین کی طرف پھینک دیا گیا۔ آخر ابلیس کو اس طرح مردود بنانے والی کون سی چیز ہے؟ گناہ ہی تو ہے۔

مختلف قوموں کے مختلف عذاب

قوم عاد پر اللہ تعالی نے تیز وتند ہوا بھیجی جس کے نتیجے میں وہ سب ختم ہو گئے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَة

جیسے تیز ہوا اور آندھی آتی ہے تو درخت تنے سمیت اکھڑ اکھڑ کر زمین پر گر جاتے ہیں

(سورہ حاقہ پ۲۹)

اس طرح قوم عاد کے لوگ ہلاک اور برباد ہوئے، پٹخ پٹخ کر ان کو ختم کیا گیا حالانکہ وہ بڑے تنومند قوی اور توانا تھے، ان کو اپنی قوت اور توانائی پر ناز تھا اور قرآن میں بھی ان کی توانائی کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن اللہ تعالی نے ان کی نافرمانی اور معصیت کی وجہ سے ہوا کا عذاب بھیج کر ان کو ختم کر دیا۔ قوم ثمود کے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک چیخ اور چنگھاڑ بھیجی ایسی ہیبت ناک آواز جس کی وجہ سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ سب کے سب ہلاک و برباد ہوئے، یہ بھی ان کی نافرمانی اور گناہوں کی وجہ سے ہوا۔

(تفسیر ابنِ کثیر ۲/۲۲۹)

قوم نوح کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر پانی کا عذاب بھیجا، ایک طرف آسمان سے بارش کا سلسلہ اور دوسری طرف زمین کو حکم دیا گیا کہ اپنا پانی باہر نکالو یہاں تک کہ اتنا کثیر پانی ہوا کہ روئے زمین پر اہل ایمان کے علاوہ جتنے بھی تھے وہ سب ختم و برباد ہو گئے، خود حضرت نوح علیہ السلام کا صاحبزادہ ایمان نہیں لا یا تھا؛ وہ بھی غرقاب ہو گیا۔

(سورہ ھود پ۱۲)

قوم شعیب جنھوں نے ناپ تول میں کمی کی تھی اور اللہ کی نافرمانی اور معصیت میں مبتلا ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پر آگ کا عذاب بھیجا، سات روز تک اتنی سخت گرمی پڑی کہ تالاب اور ندیوں کا پانی بھاپ بن کر اڑ گیا اور لوگ گرمی کی وجہ سے بے حد بے چین ہو گئے اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک کالا بادل بھیجا جس کو دیکھ کر لوگ یوں سمجھ کر کہ اس میں بارش ہو گی اس کے نیچے جمع ہوئے کہ بارش کرے تو ہم پر گرے اور سکون حاصل ہو، جب سب اس کے نیچے آ گئے تو اللہ تعالی کی طرف سے اسی بادل میں سے ان پر آگ برسائی گئی جس کے ذریعہ سے ان کو ختم کر دیا گیا قرآن پاک میں اس کو (عذاب یوم الظلة) کہا گیا یعنی سائبان والا عذاب (روح المعانی، ۱۲/ ۱۹)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوف خدا کی کیفیت

اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بادل دیکھتے تو بے چین ہو جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے، حضرت عائشہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ جب ہوا چلتی ہے اور بادل آتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش آئے گی اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ بادل دیکھ کر آپ پر بے چینی کی کیفیات طاری ہو جاتی ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا معلوم؛ بادل کیا لے کر آرہا ہے اسی بادل کی ذریعہ سے ایک قوم پر اللہ تعالیٰ نے آگ کا عذاب برسایا تھا۔ اس لئے اہل اللہ اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ السلام جن کو اللہ تعالی کی خوب معرفت حاصل ہوتی ہے؛ وہ کسی ایک چیز پر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھتے بلکہ ڈرتے ہیں

عذاب کس چیز کی نحوست تھی؟

تو یہ کاہے کی وجہ سے ہوا؟ ان کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو برباد کیا۔ تو یہ جتنی قومیں برباد ہوئیں قرآن پاک میں ان کے واقعات بیان کئے گئے ہیں قرآن پاک کوئی قصہ کہانی کی کتاب نہیں اور ان کے واقعات بیان کرنے والی ذات کس کی ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ واقعات بیان کئے اور یہ کوئی معمولی قومیں نہیں تھیں، اپنے اپنے زمانے میں بڑی ترقی یافتہ، بڑی زبردست، بڑی تہذیب یافتہ قومیں تھیں، اور انہوں نے اپنی تہذیب وتمدن میں بڑی بڑی ترقیاں کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانی اور

معاصی کی وجہ سے عین اس حالت میں کہ وہ اپنے تہذیب وتمدن کی ترقی کے اوج کمال پر پہنچے ہوئے تھے ان کو ہلاک وبرباد کیا۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

کہ اللہ تعالیٰ ان کے اوپر ظلم نہیں کرتا؛ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں

(سورہ روم پ ۲۱)

ظاہر ہے کہ گنہگار آدمی گناہ کر کے کسی اور کے اوپر ظلم نہیں کرتا؛ اپنے ہی اوپر ظلم کرتا گناہ کی نحوست، روزی سے محروم ہوتا ہے

حدیث پاک میں ہے مسند احمد میں روایت موجودہ

﴿إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذنب يُصِيبُهُ)

(۵/ ۲۸۳، حدیث نمبر ۲۲۴۶۶، راوی حضرت ثوبان، ابن ماجہ ص۰ ۳۳ باب العقوبات)

آدمی اس گناہ کی وجہ سے جس کا وہ ارتکاب کرتا ہے؛ اپنی روزی سے محروم ہوتا ہے۔

زلزلہ کیوں آتا ہے؟

مسند احمد ہی کی روایت ہے کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سوال کیا: زلزلہ کیوں آتا ہے؟ دھرتی کمپ کاہے کو آتا ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: جب لوگ گناہ کو جائز کام سمجھ کر کرنے لگتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں اور گانے بجانے کے آلات میں مشغول ہوتے ہیں؛ تو آسمان کے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال۔ اس کے نتیجے میں زمین حرکت میں آتی ہے اور ذرا سی دیر میں لوگ ادھر سے اُدھر ہوجاتے ہیں اور چند سیکنڑوں کے اندر بڑی سے بڑی ہلاکت دنیا میں پھیلتی ہے۔

جب میری نافرمانی کی جاتی ہے

مسند احمد میں ہے کہ حضرت وہب فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا: بیشک بندہ جب میری فرمانبرداری کرتا ہے تو میں اس سے خوش ہو جاتا ہوں اور جب میں اس سے خوش ہو جاتا ہوں تو اس کی چیزوں اور اس کے پیچھے رہنے والوں میں برکت ڈال دیتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں ہے، بے حساب

دیتا ہوں۔اور جب میری نافرمانی اور معصیت کی جاتی ہے تو میں غضب ناک ہوتا ہوں اور جب میں غضب ناک ہوتا ہوں تو لعنت بھیجتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشتوں تک رہتا ہے۔

(الزواجر-۲۱/۱)

گناہوں کے نقصانات کے

ایک تو یہ بتلایا ہے کہ آدمی گناہوں کی وجہ سے علم سے محروم ہوجاتا ہے اور استدلال میں پیش کیا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ طلب علم کے لئے حاضر ہوئے، چند دن ان کی خدمت میں رہ کر واپس جانے لگے تو امام مالک نے ان کو تاکید فرمائی کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے دل میں علم کا نور ڈالا ہے۔(**فلا تطفِئهُ بِالْمَعْصِيَةِ**) گناہوں کے ذریعہ سے اس نور کو بجھا مت دینا، مٹا مت دینا۔گویا گناہوں کی وجہ سے آدمی علم سے محروم رہتا ہے۔روزی سے بھی محروم ہوتا ہے، ابھی میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کر چکا کہ معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے آدمی روزی سے محروم ہوجاتا ہے اور گناہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے اس کو وحشت اور گھبراہٹ ہونے لگتی ہے اور لوگوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے، خاص کر جو لوگ نیک اور اہل اللہ ہوتے ہیں ان کے پاس جانے سے اس کے دل میں ایک خاص قسم کی وحشت سی پیدا ہوتی ہے، ان کی خدمت میں حاضری سے آدمی جو برکتیں حاصل کرتا ہے وہ اپنے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے اس سے بھی محروم رہتا ہے اور اس گناہ کی وجہ سے اس کے دل میں ظلمت چھا جاتی ہے اور اس ظلمت کا اثر اس کے چہرے اور آنکھوں پر آتا ہے۔چنانچہ گنہگار آدمی کتنا ہی حسین وجمیل کیوں نہ ہو، اس کے چہرے پر ایک سیاہی سی معلوم ہوتی ہے۔اور نیک آدمی کیسا ہی سانولا ہو؛ لیکن ایک نور اس کے چہرے پر معلوم ہوتا ہے۔

آہ میراث سلف کا پاسباں جاتا رہا

محمد مدثر صالحی

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
یک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

دل ڈھل گیا تھوڑی دیر کے لئے سکتہ اور کپکپی طاری ہوگئی اور زبان سے آہے آہے کی صدائیں نکلنے لگیں اور عجیب سا حال طاری ہوگیا جب بندہ صبح اپنا موبائل کھولا تو استاذ محترم حضرت مولانا سعادت صاحب صدیقی (استاذ دارالعلوم صدیقیہ میسور) کا میسج آیا ہوا ہے بندہ حضرت کا واٹس ایپ کھول کر دیکھا تو دل کو تڑپا دینے والی ایک تحریر ہے جو کچھ اس طرح تھی * بہت ہی افسوس ناک خبر شیخ المنقولات والمعقولا تحضرت مولانا عتیق الرحمن ارشد رشادی رحمۃ اللہ علیہ کا ابھی تھوڑی دیر پہلے انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون *

اس تحریر کو پڑھتے ہی عجیب سا صدمہ طاری ہوگیا جو ابھی تک باقی ہے۔ پچھلے سال جب بندہ مادر علمی دارالعلوم صدیقیہ میسور میں زیر تعلیم تھا اس وقت مادر علمی کے مہمان خانے میں حضرت اقدس کا تھوڑی دیر کا قیام تھا تقریبا مغرب سے عشاء تک بندے کو پتہ نہیں تھا لیکن عشاء کی نماز کے بعد استاذ محترم حضرت مولانا صادق صاحب صدیقی قاسمی (شیخ ثانی دارالعلوم صدیقیہ میسور) نے بندے کو بلایا اور مہمان خانہ جانے کا حکم دیا مجھے پتہ بھی نہیں تھا کہ کیوں بھیجا جارہا ہے الغرض بندہ حاضر ہوا تو وہاں حضرت اقدسؒ کسی سے بات کرتے بیٹھے تھے بندے کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ خیر جا کر ملاقات کیا پھر ساتھ ہی میں کھڑا ہوگیا حضرت بڑے مشفقانہ لہجے میں فرمایا کہ بیٹھ جاؤ چارپائی پر یا نیچے اس طرح کھڑا ہونا عجمیوں کا طریقہ ہے خیر بندہ نیچے بیٹھ گیا حضرت والا کچھ لطیفے اور اشعار وغیرہ سناتے رہے بندہ کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی بس خاموش بیٹھا رہا تھوڑی ہی دیر میں سواری آئی اور حضرت والا کی واپسی ہوگئی یہ پہلی ملاقات تھی اور کیا پتہ تھا کہ یہی آخری ملاقات بھی ہے آہے افسوس۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

پہلی ہی ملاقات سے اور حضرت والا کے مشفقانہ رویہ اور لہجے سے بندہ بڑا متاثر ہوا اور دوبارہ ملاقات کی تمنا کرتا رہا ایک مرتبہ استاذ محترم حضرت مولانا صادق صاحب حفظہ اللہ سے نمبر بھی لیا تھا لیکن بات کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔بس اللہ کے فیصلوں کے سامنے کچھ نہیں کہ سکتے سوائے صبر کے اور کوئی چارہ کار نہیں ۔اللہ تعالی حضرت اقدس کی بال بال مغفرت فرمائے درجات بلند فرمائے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

جان کر منجملہ خاصان میخانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

طالب دعا: بندہ محمد مدثر میسور۔صالح گرام

معصوم سی کلیوں کو آپس میں لڑاتے ہیں

مفتی حسن گودھروی

معصوم سی کلیوں کو آپس میں لڑاتے ہیں
پھولوں کے تبسم کو کانٹوں سے مٹاتے ہیں

سونپا تھا جنہیں ہم نے الفت کا سبق دینا
نفرت کی لیے آتش پھولوں کو جلاتے ہیں

پتھر بھی پگھل جائے استاذ اگر چاہیں
تھپڑ کا سبق دیکر پتھر وہ بناتے ہیں

کیا بیر ہے بچوں سے کیوں ان کو لڑاتے ہیں
بچوں کے دلوں میں کیوں نفرت وہ جگاتے ہیں

دیواریں دبستاں کی دیتی ہیں پیام اپنا
آؤ کہ سبھی مل کر الفت کو بڑھاتے ہیں

بچوں کو تو رہنے دو بچپن کی ہواؤں میں
ان ناز کے پالوں کا ہم ناز اٹھاتے ہیں

بچپن کی لڑائی ہے پچپن کو یہ پہنچے گی
یہ آگ کی کھیتی ہم ہاتھوں سے اگاتے ہیں

شجرۂ طیب

مع شجرۂ سلوک و شجرۂ نسب

صاحب نسبت نبیرہ بانی دار العلوم دیو بند حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ

جانشین حضرت حکیم الاسلامؒ

خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ

[سابق مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم وقف دیو بند، سابق نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ]

نشر و ترتیب

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی

[خلیفہ مجاز حضرت خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی قدس اللہ سرہ]

ناظم۔ انجمن قاسمیہ چنئی تمل ناڈو، چیرمین۔ آل انڈیا تنظیم فروغ اردو

9444192513